رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

فی پرچہ ۳ر

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ... بنام مینیجر الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۵۹	مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء	یوم جمعۃ المبارک	مطابق ۳ شعبان سنہ ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز ہے۔ حضور دو تین دن تک تبدیلی آب و ہوا کے لئے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماویں ؛

۲۲ر جنوری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ٹورنامنٹ کے جلسہ تقسیم انعامات میں شمولیت فرمائی۔ اور جیتنے والوں کو انعام تقسیم فرمائے بعض انعامات حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف سے دئے گئے۔ اسی جلسہ میں حضور نے مدرسہ احمدیہ سے سکوٹس کو اپنے ہاتھ سے میڈل لگائے۔ جو ناظر صاحب ضیافت کی طرف سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر راتوں رات جلسہ گاہ کو وسیع بنانے کی وجہ سے دئے گئے

سال ٹاؤن کمیٹی نے باشندگان پر مختلف ٹیکس لگانے کا اعلان کیا ہے۔ جو کمشنر صاحب بہادر کی منظوری پر وصول کئے جائیں گے۔ کمیٹی نے صفائی کی طرف کسی قدر توجہ کی ہے۔

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو خدا تعالیٰ نے بیٹیا عطا کیا مبارک ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے والوں کو بشارت!

۲۰ر جون ۱۹۲۸ء کے مجوزہ جلسے کے لئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت پر لیکچر دینے ہر جگہ ہو گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکچروں کی تیاری کرنے والے احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان لیکچروں کے متعلق ہدایات تیار کرنے کا کام شروع فرما ... اور عنقریب حضور اس بارے میں اعلان شائع فرمائیں گے۔ جن اصحاب نے ابھی تک لیکچر ... کیلئے اپنے نام حضور کی خدمت میں نہ بھیجے ہوں۔ وہ جلد سے جلد بھیجدیں۔ تا کہ ابتدا سے ہی ان کو ... ضروری ہدایات بھیجی جا سکیں۔ اور انہیں پورے طور پر لیکچر تیار کرنے کا موقعہ مل سکے ؛

زنانہ جلسوں میں لیکچر دینے کے لئے ان خواتین کو بھی ہدایات بھیجی جائینگی۔ جو ... دینگی۔ کہ وہ طبقہ نسوان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق صحیح واقفیت ... فرض ادا کریں گی ؛

اس وقت تک احباب جس رفتار سے اپنے نام پیش کر رہے ہیں۔ وہ بہت خوش کن ہے۔ ... مطلوبہ تعداد کے پورے ہونے میں بہت کمی ہے۔ احباب کو جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور دوسروں کو بھی ... کرنی چاہیئے ؛

احمدیہ ٹورنامنٹ کا جلسہ تقسیم انعامات

امسال بدستور سابق احمدیہ ٹورنامنٹ ۱۸ سے ۲۱ جنوری تک ہوا اور ۲۲ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بھی تشریف لے گئے۔ اور حضور نے اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم فرمائے تقسیم انعامات کے بعد حضور نے ایک مختصر سی تقریر بھی کی جس میں سکولوں کے طلباء کو ورزشی کھیلوں میں خاص طور پر ترقی کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس جلسہ میں ٹورنامنٹ کمیٹی کے سکرٹری جناب مولوی عبد المغنی صاحب نے جو رپورٹ پڑھی۔ وہ خلاصتاً درج ذیل ہے۔

۱۔ اس ٹورنامنٹ میں سب سے اعلیٰ خصوصیت یہ رہی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے باوجود سخت عدیم الفرصتی کے اس سال کے ٹورنامنٹ کے بہت سے مقابلوں کو خود ملاحظہ فرمانے کا شرف بخشا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ناظر صاحب اعلیٰ کو خاص خاص ہدایتیں فرمائی ہیں۔ جن پر انشاء اللہ کاربند ہو کر ہم پورا استفادہ حاصل کر سکیں گے۔ اور ٹورنامنٹ کی اصل غرض کے حاصل کرنے میں ابتک جو کوتاہیاں باقی رہ جاتی تھیں۔ انکا پورا پورا علاج ہو سکیگا۔

۲۔ دوسری بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس سال کے ٹورنامنٹ کے مقابلوں کو مستورات نے بھی بہت شوق سے دیکھا ہے۔ چونکہ بچوں کی ورزش جسمانی میں کوتاہی ہونے کی ذمہ داری ماؤں پر بھی کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے احمدی جماعت کے لئے یہ ایک نہایت امید افزا علامت ہے۔ کہ ان کی خواتین نے ورزشی مقابلوں کو شوق سے دیکھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں اپنے بچوں کی ورزشی تربیت کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا۔ اور اس ذریعہ سے جماعت میں جرأت و دلیری محنت و جفاکشی کی نیک خصائل ترقی کریں گی:

۳۔ تیسری بہت بڑی خصوصیت اس ٹورنامنٹ میں سکاؤٹنگ کا اضافہ ہے۔ گو اس کی وجہ سے بعض مقابلے اس سال ترک کرنا پڑے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس اضافہ نے نہ صرف ان کی کمی کو پورا کر دیا۔ بلکہ ٹورنامنٹ میں ایک تازہ روح پیدا کر دی۔ اس کا ہر حصہ مفید اور کارآمد تھا۔ بالخصوص مصنوعی زخمیوں کو اٹھانا اور لیجانے کے لئے فوری سامان مہیا کر دینا نہایت دلچسپ ہی نہ تھا بلکہ [illegible] اور تحمیف کے برداشت کرنے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کا ایک عمدہ سبق تھا۔ اور اس تمام نظارہ کو مستورات کا دیکھنا اس کے فوائد کو اور بھی زیادہ کر دیتا ہے

اس ٹورنامنٹ میں گیارہ میچ تین رسہ کشی کے مقابلے۔ ایک کبڈی دو سکاؤٹنگ کے مقابلے ایک بیس میل دوڑ۔ دو دوڑیں۔ ایک کودنا۔ اور ایک گولہ پھینکنا۔ کل بائیس ۲۲ مقابلے ہوئے۔

میچوں میں ایک کرکٹ کا میچ مابین جنٹلمین اور مدرسہ ہائی ہوا جس میں جنٹلمین جیت گئے انہیں جنٹلمینوں کے کپتان ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے بولنگ کا بڑا اثر تھا۔

دوسرا میچ بچگان کا فٹ بال میچ مابین ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ تھا۔ یہ میچ نہایت اچھی طرح کھیلا گیا۔ مدرسہ احمدیہ کی ٹیم ایک گول سے جیت گئی۔ فٹ بال۔ ہاکی اور والی بال میں ساڑھے تین تین میچ ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہائی سکول مدرسہ احمدیہ۔ کالجئیٹس اور جنٹلمین کی طرف سے ایک ایک ٹیم مقابلہ میں آئی۔ ٹیم کے ممبران تقریباً سب کے سب قادیان ہی کے تھے جنٹلمین ہاکی ٹیم میں سید عبد الحئی صاحب منصوری کے شامل تھے۔ اور کالجئیٹس میں صرف مدرسہ احمدیہ کے مولوی فاضل کلاس اور مبلغین کلاس کے طلباء تھے۔ قادیان سے باہر کے کالجوں کے طلباء شریک ہو سکتے تھے۔ مگر سوائے گل محمد خاں جو علی گڈھ کی ایف اے کلاس کے طالب علم ہیں۔ اور صرف فٹ بال میں کالجئیٹس کی طرف سے شریک ہوئے۔ اور کوئی بیرونی کالج کے طالب علم شریک نہ ہو سکے۔

فٹ بال کے دو ابتدائی میچ ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ کے اور جنٹلمین و کالجئیٹس کے درمیان ہوئے۔ اور یہ دونوں میچ اچھے مقابلہ کے ساتھ کھیلے گئے۔ آخری نصف وقت میں ہائی سکول کی ٹیم نے ایک گول کر لیا۔ جس کو مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نہیں اتار سکی۔ کالجئیٹس اور جنٹلمین ٹیم کا مقابلہ بھی سخت تھا۔ آخری نصف وقت میں جنٹلمین ٹیم نے گول کر لیا جو کالجئیٹس ٹیم سے نہیں اتر سکا۔ اس کے بعد فٹ بال کا فائنل میچ مدرسہ ہائی اور جنٹلمین ٹیم کے درمیان کھیلا گیا۔ ہائی سکول کی ٹیم ایک گول سے جیت گئی۔ ہاکی کا سب سے پہلا میچ کالجئیٹس اور ہائی سکول کے درمیان تھا۔ مگر گول کسی طرف نہ ہو سکا۔ دس منٹ زائد دئے گئے۔ گول تب بھی نہ ہوا اور کارنروں کا لحاظ کر کے کالجئیٹس کو جیتا ہوا قرار دیا گیا۔ دوسرا میچ مابین مدرسہ احمدیہ اور جنٹلمین تھا۔ مگر گول کسی پر نہ ہوا۔ آخر دس منٹ زائد دئے گئے۔ اسمیں بھی دونوں طرف سے کھیل برابر کا ہوتا رہا۔ صرف کارنروں پر جنٹلمین ٹیم کو جیتا ہوا سمجھا گیا جنٹلمین ٹیم کو فائنل میچ میں جیتنے کی بہت کچھ امید تھی۔ مگر کالجئیٹس نے باسانی تین گولوں پر ان کی ٹیم کو ہرا دیا۔

والی بال کا پہلا دوسرا میچ تو اپنے اندر کوئی غیر معمولی بات نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا آخری میچ ایسا تھا۔ جو تمام ٹورنامنٹ میں خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ میچ ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کی ٹیموں کے درمیان تھا۔ پہلا گیم مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نے جیت لیا۔ مدرسہ ہائی کی ٹیم نے دوسرے گیم کو جیت لیا اب تیسرا گیم فیصلہ [illegible] جیتا۔ رسہ کشی میں بھی مثل فٹ بال کے چار ٹیمیں تھیں۔ اول پل مدرسہ احمدیہ اور کالجئیٹس کا تھا۔ اس میں کالجئیٹس جیت گئے۔ دوسرا پل جنٹلمین اور مدرسہ ہائی کی ٹیموں کے درمیان تھا۔ اس میں خوب مقابلہ ہوا۔ اور مدرسہ ہائی کی ٹیم جیت گئی۔ یہ پل ۶½ منٹ تک جاری رہا۔ آخری پل مابین ہائی سکول اور کالجئیٹس کیا گیا۔ اور ہائی سکول کی ٹیم کامیاب رہی کبڈی کے کھیل میں مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ ہائی کا مقابلہ تھا جس میں مدرسہ احمدیہ جیتا۔

سکاؤٹنگ کے دو مقابلے دو وقتوں میں ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں ایک سے زائد کام تھے۔ یہ مقابلہ بھی مدرسہ ہائی اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے درمیان تھا۔

اخبار احمدیہ

ضرورت ہے ایک نسخہ تحفہ بنارس۔ اور ایک نسخہ واقعات صحیحہ اور ایک نسخہ کفارہ ہر سہ تصنیف عاجز راقم کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس ہوں تو ارسال فرمادیں اگر ضرورت واپسی کی ہو تو واپس کر دیجائینگی مفتی محمد صادق قادیان

درخواست دعا میری پیاری بچی بعارضہ نمونیہ بیمار ہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور جملہ اصحاب دعائے صحت فرمائیں: چوہدری شکر اللہ خاں عزیز احمدی رئیس [illegible] کمشنر ڈسکہ۔

۲: عزیزم عبد الرحیم احمدی کا پنجاب یونیورسٹی فاضل کا امتحان فروری میں ہوگا حضرت سیدنا فضل عمر و جمیع احمدی اصحاب سے ملتجی ہوں کہ دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم اسے اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے۔ عاجز عبد الغفور خاں احمدی کراچی

تلاش میرے دو بچے حسن ابدال ضلع کیمل پور سے کہیں چلے گئے ہیں۔ ایک کا نام محمد اسلم عمر ۱۱ سال۔ رنگ گورا آنکھیں سیاہ پیشانی پر زخم کا داغ۔ دوسرے کا نام محمد اشرف عمر ۹ سال رنگ سانولا ٹھوڑی کے نیچے گلے پر زخم کا داغ جس بھائی کو اس حلیہ کے بچوں کا پتہ لگے۔ وہ مجھے اطلاع دیں۔ بچوں کے ملنے پر دس روپے انعام پیش کیا جائے گا:
خاکسار۔ محمد اکرم معرفت ایڈیٹر الفضل قادیان

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۸ء

سائمن کمیشن کے خلاف ہڑتال کرنیکی تحریک

ہندوستان کے مختلف سیاسی لیڈروں نے بنارس میں جمع ہو کر حسب ذیل قرارداد پاس کی ہے۔

"بنارس ۱۶ رجنوری - کانفرنس نے سائمن کمیشن کے مقاطعہ کی تائید میں فیصلہ کیا ہے - اور تمام اہل ملک سے استدعا کی ہے - کہ ۳ رفروری کو جس دن کمیشن کے ارکان بمبئی اتریں گے - ہندوستان کے طول و عرض میں ہڑتال کریں - اور ۴½ بجے شام جلسے منعقد کئے جائیں جن میں سائمن کمیشن کے تقرر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جائے"

(زمیندار ۱۹ رجنوری)

بدقسمتی سے ہندوستان کی سیاسی باگ ڈور شروع سے ہی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے - جو تیز طبع ہونے کی وجہ سے کسی معاملہ پر احتیاط کے ساتھ غور کرنے کے قائل نہیں ہوئے - اور جنہوں نے ہر بات میں حکومت کی مخالفت اپنا نصب العین قرار دے رکھا ہے - خواہ اس مخالفت کا نتیجہ اہل ہند کے لئے تباہ کن ہی کیوں نہ ہو۔

مقاطعہ کمیشن کی تحریک محض اس وجہ سے شروع ہوئی ہے - کہ کمیشن کی ترتیب میں ہندوستانیوں کو شامل نہیں کیا گیا - اور اس طرح ہندوستانیوں کی خطرناک طور پر ہتک ہوئی ہے - لیکن سوال یہ ہے - کہ کیا یہ ہتک انگریزوں کے محکوم ہونے کی ہتک سے زیادہ ہے - جب ہندوستانی انگریزوں کے محکوم ہیں - اور بزور اس محکومیت سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے - تو ملکی حقوق حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے - اور وہ یہ کہ گورنمنٹ سے آئینی طور پر حقوق کا مطالبہ کیا جائے اور اپنی قابلیت اور ضروریات پیش کر کے ملکی معاملات میں مزید حقوق دینے کے لئے آمادہ کیا جائے - کیونکہ فیصلہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے - اور اس صورت میں کمیشن میں کسی ہندوستانی کا نہ لیا جانا ہندوستانیوں کی ہتک نہیں - اور اگر کسی کو لے لیا جاتا - تو اس میں ہندوستانیوں کی عزت میں اضافہ نہ ہو جاتا۔

اس وقت ہندوستان کی سیاسی حالت یہ ہے - کہ ہر قوم حکومت سے زیادہ سے زیادہ حقوق لینے کی کوشش کر رہی ہے - ہندو مسلمانوں کو محض اس لئے کمزور کرنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں - کہ ان کو زیادہ حقوق مل سکیں معمولی معمولی ملازمتوں کے حصول کے لئے ہندو مسلم سوال اٹھایا جاتا ہے - جب صورت حالات یہ ہے - تو کس طرح کہا جا سکتا ہے - کہ کمیشن کو بائیکاٹ کرنے کی تحریک کرنے والوں نے ان قلیل التعداد اقوام کے حقوق کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا ہوگا جن کے حقوق کو ہندوستان کی بہت بڑی ہندو اکثریت خطرہ میں ڈالے ہوئے ہے - اور بہت سے حقوق پر قابض ہو چکی ہے۔

بائیکاٹ کا مشورہ دینے والے لیڈر اپنے رویہ کی معقولیت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں - کہ ایسا کرنے سے ہندوستان کے لئے سوراج کی منزل نزدیک ہو جائیگی - اور پنڈت مالویہ جی تو اس طرح ۱۹۳۰ء تک اہل ہند کو سوراجیہ دلا دینے کا دعویٰ کرتے ہیں - مگر یہ ایک ایسا دعویٰ ہے - جس کی صداقت کا تجربہ ہندوستانیوں کو کافی سے زیادہ ہو چکا ہے - تحریک ترک موالات کے ایام ابھی بھولے نہیں - اس وقت جو ہڑتالیں کی گئیں - ہندوستانیوں کو ان کی قوت اور زور کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے - پس جب ۱۹۲۱ء میں جبکہ ملک کی حالت موجودہ حالت سے بہت زیادہ اچھی تھی - اور فرقہ وارانہ مناقشات کی وبا عالمگیر نہ تھی - یہ ہڑتالیں اور مظاہرات ہندوستانیوں کے لئے کسی فائدہ کا موجب نہ ہو سکے - تو آج ان کے ذریعہ سے ان کو کیا حاصل ہو سکتا ہے - اسی سائمن کمیشن کے خلاف ملک کا ایک حصہ اس وقت سے شور مچا رہا ہے - جب سے اس کی تقرری کا اعلان ہوا ہے - اور دسمبر کے آخری ہفتہ میں تو کئی جگہ اس کے خلاف جلسے کئے گئے - کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور اس کی تقرری کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی - اور ان سب کارروائیوں کی اطلاع انگلستان میں پہنچتی رہی اور ممبران پارلیمنٹ اور دیگر ذمہ دار افراد حکومت ان سے پوری طرح آگاہ ہوئے - مگر کیا انہوں نے ان باتوں سے مرعوب ہو کر کمیشن بھیجنے کا خیال ملتوی کر دیا - یا کم از کم کمیشن کی ترتیب میں کوئی تبدیلی کر دی؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو ہندوستانیوں کو سمجھ لینا چاہیئے - کہ ان کی ہڑتالیں اب بھی اسی طرح بے اثر ثابت ہونگی - اور ان کو کچھ بھی نفع نہ دلا سکینگی - ہاں ان کے لئے نقصان کا موجب ضرور ہوں گی - ہندوستانیوں کو یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے - کہ ان کے ہاتھ میں نہ حکومت ہے اور نہ کوئی طاقت - حتیٰ کہ ہندوستان کی اقوام میں اتحاد و اتفاق بھی نہیں - اور ان حالات میں ان کے لئے یہ قطعاً ناممکن ہے - کہ حکومت سے عدم تعاون کر کے یا دھمکیاں دیکر کچھ حاصل کر سکیں - ان کو وہی حقوق مل سکتے ہیں - جو حکومت برطانیہ منظور کرے - پس ان کا فائدہ اسی میں ہے - کہ وہ حکومت سے تعاون کریں - کمیشن کے راستہ میں روکاوٹیں پیدا نہ کریں بلکہ اس کے کام میں آسانیاں پیدا کریں - اپنے مطالبات اور خیالات اس کے آگے پیش کریں - اور ثابت کر دیں کہ نظام حکومت میں ہم موجودہ حالت سے بہت زیادہ حقوق کے اہل اور حقدار ہیں۔

اس موقعہ پر ہم مسلمانوں سے خاص طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کمیشن کے بائیکاٹ اور اس کے خلاف مظاہرے کرنے کا مضر اثر مسلمانوں پر ہی پڑیگا - وجہ یہ کہ جب سے ریفارم سکیم منظور ہوئی ہے - ہندوؤں کے لیڈر بڑے بڑے انگریزوں سے ولائیت میں مل کر ان کے ذہن نشین اپنے فوائد کر چکے ہیں - اور ہندو لیڈروں میں سے اکثر انگلستان کے بااثر لیڈروں کے ذاتی دوست ہیں - مگر مسلمانوں میں سے بہت کم لوگ انگریز لیڈروں سے روشناس ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہے - کہ انگریز ہندوستان کے مطالبات وہی سمجھتے ہیں - جو ہندوؤں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں - پس اگر کمیشن کا بائیکاٹ ہوا - تو کمیشن جو رپورٹ کریگا - وہ اپنے پہلے علم کی بنا پر کریگا - اور وہ علم سارے کا سارا ہندو لیڈروں کا دیا ہوا ہوگا اور مسلمانوں کے متعلق اس میں کچھ نہ ہوگا - کیا اس صورت میں مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں - کہ وہ اپنے مطالبات سے کمیشن کو آگاہ کریں - اور یہ سوائے اس کے نہیں ہو سکتا - کہ کمیشن کے بائیکاٹ کی تحریک سے علیحدگی اختیار کی جائے - پس ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے - کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کو خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے - ان کی حالت ہر شعبۂ زندگی میں ہندوؤں کی نسبت بہت زیادہ کمزور ہے - اگر انہوں نے بھی ہڑتال میں شمولیت اختیار کی - تو ان کی تباہی یقینی ہو جائے گی - کیونکہ اس صورت میں چونکہ کمیشن کو ہندوستانیوں کے مطالبات و حالات سے مزید واقفیت بہم پہونچانے کا موقعہ نہیں مل سکیگا - اس لئے وہ اسی علم اور انہی اطلاعات کی بنا پر جو اس کے ممبروں کو ہندوؤں کی طرف سے قبل ازیں حاصل ہو چکی ہیں - اپنی رپورٹ پیش کر دیگا - پس ہندوؤں کا بائیکاٹ کرنا ان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں ہو سکتا - کیونکہ ان کے لیڈر ان کے "مطالبات اور خیالات کو ہندوستانی مطالبات اور خیالات کے نام سے منسوب کر کے سرکردہ انگریزوں کے ذہن نشین کر چکے ہیں - اگر مسلمانوں نے اب کمیشن کو اپنے خیالات سے آگاہ نہ کیا - تو یہ ایک ایسی فاش غلطی ہوگی - جس کی تلافی ان کے لئے ناممکن ہو جائے گی - مسلمانوں کو اس غلطی سے بچنا چاہیئے - اور ۳ رفروری کو ہڑتال کے ذریعہ کمیشن کی مخالفت کا جو بیہودہ قدم اٹھایا جائیگا - اس سے بالکل علیحدہ

سنگٹھن اور سوراجیہ

کون نہیں جانتا۔ کہ ہندو سنگٹھن کے موجد اور اس کے سب سے بڑے حامی پنڈت مالویہ جی ہیں۔ انہوں نے جب اس تحریک کو مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو متحد کرنے کے لئے جاری کیا۔ تو کہا کرتے تھے۔ کہ

"جب تک جاتی سنگٹھن نہ ہو جائے۔ سوراجیہ کا آندولن نہیں کیا جا سکتا۔ اور سوتنترا کی پراپتی نہیں ہو سکتی" مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک ہندوؤں کا سنگٹھن مکمل طور پر نہ ہو جائے اس وقت تک نہ سوراجیہ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمام ملکی تحریکوں سے علیحدہ ہو کر سنگٹھن کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک دورے کئے۔ اور لیکچروں کے ذریعہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف آتش زیر پا بنا دیا۔ لیکن اب یہی پنڈت مالویہ صاحب فرما رہے ہیں۔ کہ اگر ہندو مسلمان مل کر سائمن کمیشن کا مکمل بائیکاٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو ۱۹۳۰ء تک اہل ہند کو سوراجیہ مل جائیگا۔

وہ مسلمان جو اندھا دھند سائمن کمیشن کو بائیکاٹ کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ وہ پنڈت مالویہ صاحب کے اس ارشاد پر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ کیوں پنڈت جی سنگٹھن کو چھوڑ کر اب سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کو سوراجیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ بتا رہے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ سائمن کمیشن سے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنا ہی سنگٹھن کے لئے مفید ہے۔ کیونکہ اس طرح مسلمان گورنمنٹ سے نہ اپنے حقوق حاصل کر سکیں گے۔ اور نہ سنگٹھنیوں کو انہیں اپنے راستہ سے دور کرنے میں کچھ دقت پیش آئیگی۔

ہندو مسلم اتحاد کا نیا طریق

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ کہ دہلی کے ایک مسلمان بیرسٹر مسٹر آصف علی کی شادی ایک ہندو لڑکی مس گنگولی سے ہونے والی ہے۔

اخبار "ملاپ" (۱۷ر جنوری) لکھتا ہے۔ "کانگریسی ہندو اس بات پر بڑے خوش ہیں" ان کا خیال ہے۔ کہ "ہندو مسلم اتحاد کا یہ نیا طریقہ زیادہ کامیاب ہوگا"

اس میں شک نہیں۔ کہ اتحاد کا یہ طریق بہت اچھا ہے۔ بشرطیکہ ہندو مسلمانوں سے ایسی توقع رکھنے کے بغیر اسی طرح "دریا دلی" کا ثبوت دیتے رہیں۔ لیکن یہ اتحاد کا نیا طریقہ نہیں ہے۔ ہندو صاحبان اور ان میں سے بھی راجپوتوں کا وہ طبقہ جو اپنی شجاعت اور غیرت کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ مسلمان حکمرانوں سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرتا رہا ہے۔ اگر اس رسم کہن کو پھر جاری کر دیا جائے۔ تو ہمارے خیال میں ہندوستان کی متحدہ قومیت کے لئے بہت مفید ہوگا۔

لاہور کے ہندوؤں کی کمی

ہندوؤں کے بہت بڑے ہمدرد اخبار "ملاپ" کو لاہور کے ہندوؤں کے ہاں پیدائش کی کمی سے یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ "اگر ہندوؤں کی لاہور میں یہی حالت رہی۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ شری رام کے سپتر کا یہ آباد کیا ہوا نگر ہندوؤں سے خالی ہو جائے گا"

مگر اتنے بڑے خطرہ کے مقابلہ میں "ملاپ" سوائے یہ لکھنے کے کوئی تجویز نہیں پیش کر سکا۔ کہ

"کیا لاہور میں ہندوؤں کا کوئی لیڈر ہے۔ جو اس نازک صورت معاملہ کو سمجھے۔ اور اس کی روک تھام کا کام کرے" (۲۱ر جنوری)

بہتر ہوتا کہ "ملاپ" جس نے سب سے اول اس نازک صورت معاملہ کو سمجھ لیا ہے۔ وہ خود ہی اس کی روک تھام کی کوئی صورت پیش کرتا۔ یا کم از کم بانیٔ آریہ سماج کی ان ہدایات پر عمل کرنے کے لئے ہندوؤں کو تحریک کرتا۔ جو انہوں نے ستیارتھ پرکاش میں اولاد کی ترقی کے لئے پیش کی ہیں۔ اور ایک ایک عورت کو کم از کم دس تک اولاد پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

کاشی کے پنڈتوں کا فتوےٰ

اخبار پرکاش (۲۲ر جنوری) میں کاشی کے پنڈتوں کا ایک فتویٰ ان لوگوں کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جو اپنی مرضی اور خواہش سے ہندو دھرم کے اصول میں تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں۔ پنڈتوں سے سوال کیا گیا تھا۔ کہ

"ہندو سبھا۔ کانگریس وغیرہ میں کام کرنے والے لوگوں میں چھپے ناستک بھرے پڑے ہیں۔ جو لوگوں میں یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم دھرم رکھشک ہیں۔ ایسے لوگ چانڈال وغیرہ نیچ ذاتوں سے چھوت پتتوں کی شدھی سہندر پاترا بھکش ابھکش نہ پینے کے لائق چیز کے پینے وغیرہ کرموں کے کرنے کی بھارت واسیوں کو ترغیب دیتے ہیں۔ اور خود ایسے عمل کرتے ہوئے انادی کال سے چلا آیا جو دھرم ہے۔ اس کی مریادا کو توڑتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل دھرم شاستر کے مطابق ہے۔ یا نہیں"

پنڈتوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے:۔

"یہ دھرم شاستر کے بالکل خلاف ہے"

پنڈت صاحبان کے اس فیصلہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندو دھرم میں نیچ ذاتوں اور اچھوتوں کو شدھ کر کے اپنے ساتھ ملانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ ہندو دھرم کے رو سے ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی مرضی اور اپنی منشا سے کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہندو دھرم کی خدمت نہیں کرتے۔ بلکہ اسے نقصان پہونچا رہے ہیں۔

مسلمانوں پر مظالم

آریوں کی طرف سے مسلمان بادشاہان ہند پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ ہندو کے معبدوں کو بجبر گرایا۔ اور انہیں مذہبی رسوم ادا کرنے سے بقوت روکا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے۔ جس کا ثبوت یہ اعتراض کرنے والوں کا اپنا ہی وجود ہے کیونکہ مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر کئی سو سال تک رہی ہے۔ اگر وہ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بناتے اور ان کے مندروں اور شوالوں کو زبردستی گرانے کی طرف ذرا سی بھی توجہ کرتے تو آج صفحۂ ہندوستان پر ایک بھی ہندو نظر نہ آتا۔ مگر مسلمانوں پر اعتراض کرنے والوں کے ہم مذہبوں نے ان پر جو مظالم کئے وہ ایسے صاف اور شک و شبہ سے بری ہیں۔ کہ خود ہندو بھی ان کا اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ "شری پنت کنور جی شاردا" اپنے ایک مضمون میں جو ۲۰ر جنوری کے "آریہ ویر" میں شائع ہوا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"تواریخ کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ مہارانا اجیت سنگھ کٹر ہندو تھے۔ انہوں نے اورنگزیبی مظالم کا بدلہ لینے کے لئے مندروں کی جگہ بنی ہوئی مسجدوں کو توڑ کر مندر بنوائے چونکہ مسلمانوں نے سنکھ بجنے بند کر دئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ملاؤں کی بانگ بند کر دی۔ اجمیر کے خواجہ صاحب کی درگاہ جس کو مسلمان بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں خوب برباد کیا"

ان سطور میں مسلمانوں کے مظالم کا ذکر تو وہی قلم کر رہا ہے۔ جو ہمیشہ سے اس کا عادی ہو چکا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر مظالم اور ان کے مذہب میں زبردستی دخل کا اعتراف ایسی بات ہے۔ جس پر ہندوؤں کو غور کرنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسنونہ خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۰؍ جنوری ۱۹۲۸ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ۔ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

جمعہ کی نماز کا وہ خطبہ جو کہ دوسرے حصہ میں پڑھا جاتا ہے وہ بھی درحقیقت ایک حصہ ہی ہے خطبہ جمعہ کا۔ لیکن اب وہ محض رسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ وہ عربی میں ہے اور مسلمان عام طور پر عربی سے ناواقف ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس کے متعلق یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ٹونے اور جادو کی رسوم میں سے ایک رسم ہے۔ حالانکہ وہ رسم نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اندر بہت بڑی حقیقت رکھتا ہے۔ اور اس کو سنت کے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متواتر پڑھنا بتاتا ہے۔ وہ جمعہ کے ساتھ

خاص خصوصیت

رکھتا ہے۔ ورنہ ہر جمعہ میں اس کو دوہرانے کی کیا ضرورت تھی

ایک حصہ خطبہ جمعہ کا

تو ایسا ہے۔ جو بدلتا رہتا ہے۔ مگر ایک وہ ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنت طریق ہے۔ کہ اسے آپ بار بار دہراتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضرور اس حصہ خطبہ کا جمعہ کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اور آج میں اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں کیونکہ بوجہ عربی میں اس خطبہ کے ہونے کے شاید بہت سے لوگ اس کے مضامین اور مطالب سے غافل ہوں۔

اس حصہ خطبہ کا

خلاصہ مضمون

یہ ہے۔ کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اس سے اپنی غلطیوں پر چشم پوشی کی استدعا کرتے ہیں۔ اس کے وعدہ اس کی نصرت۔ اس کی مدد۔ اس کی استعانت اور اس کی بخشش پر یقین رکھتے ہیں۔ اور پھر وہ یقین اتنا ترقی کر جاتا ہے۔ کہ ہم اپنے کاموں کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو جاتے ہیں۔ یا یہ کہو۔ کہ حقیقی طور پر واقف ہو جاتے ہیں۔ اور پورے طور پر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہمارے کاموں کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔

ہماری تمام تدابیر

ایک مردہ چیز سے زیادہ نہیں۔ بلکہ مردہ بھی نہ کہو۔ وہ ہماری آزمائش کے لئے ہیں۔ اور بالکل اسی طرح ہوتی ہیں۔ جس طرح بعض سوار خصوصاً کشمیریوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے لاتیں مارتے جاتے ہیں۔ وہ اس کا نام گھوڑے کے لئے کوڑا قرار دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ ان کو عادت ہو گئی ہے۔ ہمارے ملک میں تو گھوڑے پر چڑھنے والے کسی کسی وقت جب گھوڑا سست ہو۔ لاتیں مارتے ہیں۔ مگر کشمیر میں عادت ہو گئی ہے بچہ باپ کو دیکھتا چلا آ رہا ہے۔ اور اس طرح یہ عادت سی پڑ گئی ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بلا ضرورت لاتیں ہلاتے رہتے ہیں! اب اگر کوئی یہ خیال کرے۔ کہ گھوڑا نہیں دوڑتا۔ بلکہ سوار اپنی ٹانگوں کے ذریعے دوڑ رہا ہے۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اسی طرح

مومن کا ایمان

اتنی ترقی کر جاتا ہے۔ کہ وہ سمجھ لیتا ہے۔ میری کوششیں تو ایسی ہیں۔ جیسے ایک کشمیری سوار لاتیں مارتا ہے۔ میرے کاموں میں میری تدابیر کو کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ

حقیقی توکل

ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ مومن کام چھوڑ دیتا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی طرف سے تو پوری کوشش کرتا ہے۔ مگر اپنی کوششوں کو کامیابی کا ذریعہ نہیں سمجھتا۔ وہ یقین کرتا ہے۔ کہ مجھے جو تدبیر کے لئے کہا گیا ہے۔ یہ میرا امتحان ہے۔ اور آزمائش ہے تاکہ دیکھا جائے۔ کہ میں تدبیر کے ساتھ حقیقت کو تو نہیں بھول جاتا۔ جیسے بچہ حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ بچہ کو ماں باپ یا کوئی اور رشتہ دار جب گردن پر اٹھا کر کہتے ہیں۔ کہ تو اونچا ہو گیا۔ تو بچہ چونکہ نادان ہوتا ہے۔ اس لئے سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کہ فی الواقع وہ اونچا ہو گیا ہے۔ اس کی شکل۔ اس کی بات چیت اور اس کی مسرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اونچا یقین کر رہا ہے بعینہ اسی طرح انسان کے اعمال کی حقیقت ہوتی ہے۔ مگر وہ اعمال نہیں۔ جو گرانے والے ہوتے ہیں۔ دیکھو بچہ کو ماں۔ باپ اونچا تو کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ اس کا قد چھوٹا بھی کر دیں۔ پس اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھے برے اعمال بھی اسی طرح ہوتے ہیں۔

اعمال بد کی مثال

ایسی ہی ہے۔ جیسے ٹھوکریں کھانا۔ اور ٹھوکریں کھانے کے لئے مدد کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ضرورت بلند ہونے کے لئے ہوتی ہے۔ پس توکل کا یہ مقام ہے۔ کہ تدابیر کچھ نہیں کر سکتیں۔ جو کچھ کرتا ہے۔ خدا ہی کرتا ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ باتیں جو اس خطبہ میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ

اتحاد جماعت

کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتی ہیں۔ جس قدر اعتراض اور جھگڑے کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور ایک جگہ جمع ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ایک آدمی الگ کوٹھڑی میں بیٹھا رہے۔ تو اس نے کس سے لڑنا ہے۔ ایک دوسرے سے ملنے پر عیب چینی کی جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس طرح عیب گیری اور ظلم و فساد ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح شرک بھی ملنے سے پیدا ہوتا ہے

دوسروں پر اتکال

انسان اسی وقت کر سکتا ہے۔ جبکہ دوسرے اس کے سامنے موجود ہوں۔ اگر کوئی پاس ہی نہ ہو۔ تو اتکال کہاں سے پیدا ہوگا۔ تو ہمیشہ ملاقات کے نتیجہ میں انسان میں شرک بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور نَسْتَعِیْنُہٗ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

پھر عیب جوئی کے بعد انسان خود گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور گناہ بھی اشتراک اور اجتماع میں ہی ہوتا ہے۔

گناہ کیا ہے؟

یہی کہ کسی کا حق لینا۔ اور کسی کا حق نہ دینا۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جب دوسرے لوگوں کے ساتھ انسان ملے۔ ان کے اجتماع میں رہے۔ پھر گناہ کے نتیجہ میں انسان کا تعلق خدا سے ٹوٹتا ہے۔ جتنا کوئی گناہوں میں مبتلا ہوتا جاتا ہے۔ اتنا ہی

خدا سے دور

ہوتا جاتا ہے۔ ایک وقت تو انسان بندوں کی عیب چینی کرتا ہے۔ مگر بعض دفعہ بندوں کو ہی خدا سمجھ کر ان سے مدد مانگنے لگتا ہے۔ اس کا سہارا خدا تعالیٰ پر نہیں رہتا۔ ان تمام باتوں سے بچنے کے لئے وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ میں اشارہ ہے۔

پھر انسان کے نفس کے اندر ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرنے لگ جاتا ہے۔ پہلے جو کچھ بیان کیا۔ یہ تو افعال ہیں۔ ان کے بعد بدی کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ گناہ آپ ہی آپ سرزد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ

شرورِ نفس

کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس کو پاک بنایا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے متعدد بار بیان فرمایا ہے۔ ہم نے انسان کے نفس کو پاک بنایا۔ پس چونکہ انسان کا نفس بالکل پاک ہوتا ہے اس لئے شروع میں بدی اس میں باہر سے آتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ بدی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد بدی نفس سے پیدا ہونے لگ جاتی ہے۔

ان

تمام باتوں کا علاج

اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے جو لوگ تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ انہیں یہ ساری باتیں نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ بے عیب ذات خدا تعالےٰ ہی کی ہے۔ جس طرح کسی اور میں عیب ہیں۔ اسی طرح ہم میں بھی ہیں۔ پھر کسی کی عیب چینی کیوں کریں۔ حضرت مسیحؑ نے کیا سچ فرمایا ہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ یہی حال عیب چین کا ہوتا ہے۔ اُسے اپنا کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کے عیب نظر آتے ہیں۔ اور نہ صرف عیب نظر آتے بلکہ خواہ مخواہ دوسروں کی طرف عیب منسوب کرنے لگ جاتا ہے۔ اور ہر بات میں عیب نکالتا ہے کسی کو کچھ کھاتے دیکھا۔ تو کہدیا۔ اس نے چوری کی ہو گی۔ اگر کسی نے غلطی سے کوئی بات کہدی۔ تو کہدیا اس نے جھوٹ بولا ہے غرض اس میں عیب چینی کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق ہدایت یہ ہے۔ کہ انسان سمجھے۔

بے عیب خدا ہی ہے

باقی انسانوں میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ مجھ میں بھی ہیں۔ اس لئے مجھے کسی اور کی عیب چینی نہیں کرنی چاہیئے۔

پھر شرک اس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان دوسروں پر بھروسا رکھتا ہے۔ اور ان سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہدایت یہ ہے۔ کہ وہ سمجھے۔ خدا ہی مدد دے سکتا ہے اس کے سوا اور کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ نستعینہٗ اس سے مدد مانگنی چاہیئے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ ہی کی ہدایت سے انسان بخشش پا سکتا ہے۔ ورنہ ایسے ایسے مخفی گڑھے ہوتے ہیں۔ کہ انسان ان میں گر جائے۔ تو کبھی نکل نہ سکے۔ اس لئے فرمایا نستغفرہٗ خدا ہی سے بخشش مانگتے ہیں۔ پھر اللہ ہی کے فضل سے ایمان نصیب ہو سکتا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے وحی نہ آئے۔ تو کیا انسان ہدایت پا سکتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا۔ ونؤمن بہٖ ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر توکل بھی خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ بندہ تو اتنا کمزور ہے۔ کہ وہ اپنا سہارا آپ نہیں لے سکتا۔ خدا ہی اسے سہارا دیتا ہے۔ تب وہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ ونتوکل علیہِ۔ ہم خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

جن لوگوں کو

اتنی باتیں

حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر انہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں زبردستی ہدایت دیتا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ جن کو یہ پانچوں باتیں یعنی حمدؔ۔ استعانتؔ استغفارؔ۔ ایمانؔ اور توکلؔ حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جن کو یہ باتیں نصیب نہ ہوں۔ وہ ہدایت نہیں پا سکتے۔ یہی مطلب ہے۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہ کا۔ بات یہ ہے کہ جن کو یہ معلوم نہیں۔ کہ تمام عیبوں سے پاک خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے وہ دوسروں کی عیب چینی سے کس طرح باز رہ سکتے ہیں۔ یا جن کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ حقیقی مدد خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مل سکتی ہے وہ شرک سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ یا جن کو اپنے گناہوں کا پتہ نہ ہو۔ وہ استغفار کس طرح کر سکتے ہیں۔ یا جن کو یہ پتہ نہ ہو کہ ایمان خدا تعالےٰ کی وحی کے ذریعہ لایا جا سکتا ہے۔ وہ کس طرح وحی کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یا جن کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ توکل خدا ہی کی ذات پر کیا جا سکتا ہے۔ وہ کس طرح حقیقی توکل کو سمجھ سکتے ہیں۔

یہ امور بیان کرنے کے بعد وہ ہدائیت جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے الفاظ میں بیان کی تھی۔ ایک آیت کے ذریعہ اسے بیان کیا ہے۔ پہلے تو یہ بتایا تھا۔ کہ جب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ تو جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بتایا۔ جب یہ پانچ باتیں کسی میں پیدا ہو جائیں۔ تو اجتماع میں وہ جھگڑے فساد سے بچ جاتا ہے۔

اب

عملی حالت

کے متعلق بتایا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ عدل واحسان اور ایتائِ ذی القربیٰ کی عادت ڈالے۔ اور اس کے ساتھ فحشاء۔ منکر اور بغی سے رکے۔ یعنی ایسی باتیں جو اپنی ذات میں عیب ہوں۔ یا ایسی باتیں جو لوگوں کو بھی عیب نظر آئیں۔ یا ایسی باتیں جن میں لوگوں کے حقوق تلف ہوتے ہوں۔ ان سے رُکے۔

غرض جس انسان کے اندر یہ پانچ ایمانی اور چھ عملی حالتیں پیدا ہو جائیں۔ اس سے پھر کسی قسم کا فساد سرزد نہیں ہو سکتا۔ وہ جہاں جائے گا۔ امن ہی قائم کرے گا۔ دیکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ باتیں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ جہاں بھی جاتے۔ امن قائم کر دیتے۔ اس وقت جبکہ ابھی آپؐ پر وحی ہونی شروع نہیں ہوئی تھی۔ اہل مکہ خانہ کعبہ تعمیر کرنے لگے۔ اور یہ سوال پیدا ہو گیا کہ حجر اسود اٹھا کر کون قبیلہ رکھے۔ چونکہ لڑاکے لوگ تھے۔ اس وجہ سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جو شخص سب سے پہلے سامنے نظر آئے۔ اس سے فیصلہ کرایا جائے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے۔ آپؐ کو دیکھکر سب امین امین پکار اُٹھے۔ کیونکہ اس نام سے آپؐ کو بعثت سے قبل پکارا جاتا تھا۔ آپؐ کے سامنے جب اس معاملہ کو رکھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ یہ معمولی بات ہے۔ آپؐ نے چادر منگائی اور پتھر کو اس پر رکھ دیا۔ اور پھر فرمایا۔ سب قوموں کے لوگ چادر کے کنارے پکڑ لیں۔

تو وہ آدمی جو اپنے اندر یہ پانچ ایمانی اور چھ عملی حالتیں پیدا کر لیتا ہے۔ وہ جہاں جاتا ہے۔ لڑائی جھگڑے مٹاتا ہے۔ لڑائی وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن میں یہ حالتیں پیدا نہیں ہوتیں۔ وجہ یہ کہ لڑنے اور فساد کرنے والا

اخلاق یا ایمان میں کمزور

ہوتا ہے۔ تب ہی اس سے ایسی باتیں سرزد ہوتی ہیں۔

یہ وہ خطبہ ہے۔ جو ہر جمعہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جتنا اجتماع زیادہ ہو۔ اسی قدر

لڑائی جھگڑے کے سامان

زیادہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان فسادات سے بچنے کے جو ذرائع ہیں۔ وہ بھی استعمال کرنے چاہئیں۔ دیکھو جس آدمی کے گھر ایک شخص کھانا کھانے والا ہوتا ہے۔ وہ ایک کے کھانے کا انتظام کرتا ہے۔ جس کے گھر دس آدمی ہوں۔ وہ دس کے کھانے کی فکر رکھتا ہے۔ اسی طرح جب تھوڑا اجتماع ہو۔ تو اتنی احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جتنی زیادہ اجتماع کے وقت ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ جب تم اجتماع میں جاؤ۔ تو سب سے پہلے

اپنے نفس کو دیکھو

کہ اس میں تو کوئی نقص نہیں۔ تم اپنے اندر۔ حمد۔ استعانت استغفار۔ ایمان اور توکل پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ پھر عدل احسان اور ایتائِ ذی القربیٰ پر عمل کرو۔ اور فحشا۔ منکر۔ اور بغی سے بچو۔ جب ایسا کرو گے۔ تو کبھی فساد پیدا نہیں ہو گا کیونکہ

تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی

جب لوگ ان باتوں پر عمل کریں گے۔ تو دین میں مضبوط ہو جائینگے اور لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے۔ لڑائی فساد کے معنی یہی ہوتے ہیں۔ کہ ایمان میں کمزوری ہوتی ہے۔ جس کا اظہار لڑائی جھگڑے

کی صورت میں ہوتا ہے - ایک

عارضی اور وقتی جھگڑا

ہوتا ہے - وہ اس میں شامل نہیں ہے - وہ خدا تعالیٰ کے نبیوں میں بھی ہو جاتا ہے - چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ میں ہو گیا تھا یہاں وہ لڑائی جھگڑا مراد ہے جس سے دلوں میں بغض اور کینہ پیدا ہو جائے - اختلاف طبائع اور ... ات ہوتی ہے - یہ تو میاں بیوی - باپ بیٹے میں بھی پیدا ہو جاتا ہے - مگر ایک سیکنڈ بھی نہیں گذرتا - کہ آپس میں

محبت کی باتیں

شروع ہو جاتی ہیں - پس اسے لڑائی جھگڑا نہیں کہا جا سکتا ایسا جھگڑا تو بندہ اور خدا تعالیٰ میں بھی ہو جاتا ہے - اصل لڑائی جھگڑا یہ ہوتا ہے - کہ ایک دوسرے کے متعلق بغض و کینہ پیدا ہو جائے اور ایک دوسرے کی شکل دیکھنا پسند نہ ہو - ایک دوسرے سے ملنا نہ چاہے - ایسی حالت میں ایک دوسرے کی نیکیاں بھی برائیاں معلوم ہونے لگتی ہیں - اگر ایک شخص چندہ دیتا ہے تو دوسرا سمجھتا ہے - ریاکاری سے دے رہا ہے - اگر نمازیں پڑھتا ہے - تو کہتا ہے - محض دکھاوے کی نمازیں پڑھتا ہے غرض ہر بات میں عیب گیری کرنا اور دل میں بغض و کینہ رکھنا یہ لڑائی ہے - جو مومن نہیں کرتا - کیونکہ

مومن کا دل

بغض اور کینہ کا حامل کبھی نہیں ہو سکتا - جب کسی کے دل میں کسی سے بغض پیدا ہو - تو وہ خیال کرے - کہ ضرور اس کے ایمان میں نقص آ گیا ہے - کیونکہ ناممکن ہے - کہ

بغض اور ایمان

ایک جگہ جمع ہوں - یہ خطبہ ہے - جس میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے - کہ جمعہ کے دن چونکہ لوگ جمع ہوتے ہیں - اور اس بات کا مظاہرہ ہوتا ہے - کہ ہم اکٹھے ہیں - اور ایک ہیں - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ایک ہونے کے لئے یہ باتیں پائی جانی چاہئیں اگر یہ نہیں پائی جاتیں - تو تم اکٹھے نہیں - اور نہ ایک ہو - تمہارا اکٹھا ہونا منافقت ہے - وہ لوگ جو اپنے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق بغض رکھتے اور

ساری جماعت پر اتہام

لگاتے ہیں - وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں - کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے - میں یہ برداشت کر ہی نہیں سکتا کہ کوئی جماعت پر الزام لگائے - میری عادت نہیں - کہ مجلس میں کسی فرد کو مخاطب کر کے غصہ کا اظہار کروں - مگر جب کوئی جماعت پر الزام لگاتا ہے - تو پھر میں برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ناممکن ہے - کہ ایک

الٰہی سلسلہ

ہو - اور اس کے اکثر افراد گندے ہوں - اگر اکثر افراد گندے ہیں تو وہ سلسلہ جھوٹا ہے - اور اس طرح

خدا تعالیٰ پر اعتراض

پڑتا ہے - کہ اس نے ایک گندے شخص کو اپنے سلسلہ کی باگ سپرد کر دی - اور یہ الحمد للہ کے بالکل خلاف بات ہے - پس جمعہ کے خطبہ میں یہی بتایا گیا ہے - کہ تم خود یہ مظاہرہ کرتے ہو - کہ ہم ایک ہیں - مگر کیا تمہارے دل بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ تم ایک ہو - اگر تم ایک دوسرے کی عیب چینی کرتے ہو - اگر جماعت کے لوگوں کو گندا سمجھتے ہو - تو پھر تم اکٹھے بیٹھنے سے ایک نہیں ہو سکتے - کیا اگر میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوں - تو ایک ہو جائیں گے - ایک ہونے کے لئے

دلوں کا اتحاد

ضروری ہے -

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ خطبہ بنایا ہے جس میں ایک آیت بھی لی ہے - اور بتایا ہے - کہ ظاہری اجتماع کے ساتھ دل بھی اکٹھے ہونے چاہئیں - دوسروں کی عیب چینی چھوڑ دینی چاہیئے - دوسروں پر اتکال چھوڑ دینا چاہیئے - اس طرح بھی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں - جب کوئی شخص سمجھتا ہے کہ فلاں نے میرا کام کرنا تھا - اور جب وہ نہیں کرتا - تو ناراض ہو جاتا ہے - اگر وہ یہ سمجھتا - کہ خدا تعالیٰ نے ہی میرا کام کرنا ہے تو کسی کے متعلق اسے ناراضگی نہ پیدا ہوتی - عام طور پر لڑائی دو طرح سے ہی ہوتی ہے - ایک تو یہ کہ فلاں میں یہ عیب ہے - دوسرے اس طرح کہ فلاں نے میری مدد نہیں کی - اس خطبہ میں یہ بتایا گیا ہے - کہ اگر تم یہ سمجھو - کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں - اور وہی عیبوں سے پاک ہے - اور وہی انسان کو امداد دے سکتا ہے - تو پھر لڑائی جھگڑے نہ ہوں -

غرض یہ خطبہ جو نہایت

وسیع مطالب

اپنے اندر رکھتا ہے - ان کو مدنظر رکھنا چاہیئے - میں اللہ تعالیٰ سے

دعاء

کرتا ہوں - کہ وہ ہماری جماعت کے لوگوں کو توفیق عطا کرے - کہ ان کے دل ایک ہوں - ان کا ظاہری اجتماع کا مظاہرہ نفاق کی حرکت نہ ہو - بلکہ حقیقت میں وہ ایسی رسی میں بندھے ہوئے ہوں - جسے کاٹنے کی کسی بڑے سے بڑے اور شریر سے شریر دشمن کو بھی طاقت نہ ہو -

---

سائمن کمیشن کے متعلق

زمینداران ضلع شاہ پور کا جلسہ

۱۳ - جنوری کو چک نمبر ۳۶ - جنوبی ضلع شاہ پور میں بصدارت جناب چوہدری خورشید عالم صاحب ذیلدار زمینداران علاقہ کا ایک بہت ہی بڑا جلسہ ہوا - حاضرین کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی جس میں ذیلداران - نمبرداران و معزز زمینداران علاقہ شامل تھے پہلے چوہدری خورشید عالم صاحب ذیلدار نے شاہی کمیشن کی آمد کے اغراض نہایت شرح و بسط کے ساتھ حاضرین کے سامنے بیان کئے اور ان لیڈروں کے حالات سے جو آئے دن اپنی پالیسی بدلتے رہتے ہیں - اور بقول "مان نہ مان میں تیرا مہمان" خواہ مخواہ ہمارے راہنما بنے پھرتے ہیں - حاضرین کو کماحقہ' واقف کیا -

اس کے بعد چوہدری تصدق حسین صاحب ذیلدار و چوہدری علی بخش صاحب نمبردار نے ان لیڈروں کی پالیسی سے جو وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے - حاضرین کو آگاہ کیا اور بتلایا - کہ ان گذشتہ چند سالوں میں ان فرضی لیڈروں نے ملک کو کس نازک حالت تک پہونچا دیا ہے آج ہجرت کا فتوے دے رہے ہیں - تو کل گورنمنٹ سے عدم تعاون کرنے پر اکسا رہے ہیں جس کی تہ میں ان کے صرف ذاتی اغراض پنہاں ہوتے ہیں - اس کے بعد تمام حاضرین نے متفق ہو کر حسب ذیل قرارداد منظور کی

"ہم زمینداران علاقہ نو آبادی سرگودھا متفقہ طور پر اعلان کرتے ہیں - کہ شاہی کمیشن کا تقرر جو گورنمنٹ نے کیا ہے - ہمیں بدل و جان منظور ہے - اور ہم اس کمیشن کے تقرر سے خوش ہیں - جو اصلاحات کے لئے آ رہا ہے - اور خوشی سے استقبال کرتے ہیں - اور یہ جو آئے دن چند اشخاص بائیکاٹ کمیشن کا شور مچا رہے ہیں ہم ان سے سخت بیزاری کا اظہار کرتے ہیں - یہ ہم زمیندار قوم کے نہ کبھی لیڈر ہوئے ہیں - اور نہ ہیں - اور نہ ہم ان کے واویلا کی کچھ قدر سمجھتے ہیں ہمارے صحیح معنوں میں وہی راہنما ہیں جن کو ہم نے انتخاب کر کے بھیجا ہوا ہے اور وہ ہمارے خیالات کی بالکل صحیح ترجمانی کر رہے ہیں - ہم ۹۵ - فیصدی دیہاتی آبادی بائیکاٹ کے اس رویہ کے سخت مخالف ہیں - لہذا عام اعلان کے لئے اس قرارداد کی ایک ایک نقل اخبار مسلم آوٹ لک اخبار الفضل - سول اینڈ ملٹری گزٹ - زمیندار و انقلاب میں برائے اشاعت بھیجی جائے - اور ایک کاپی فخر قوم و ضلع عالیجناب آنریبل ملک فیروز خان صاحب نون منسٹر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب برائے ملاحظہ جذبات خود خدمت عالیہ میں مرسل کر کے التجا کی جائے - کہ ہمارے خیالات کو مدنظر رکھیں "

منظور حسن حجیمہ چک نمبر ۳۶ جنوبی ضلع شاہ پور

احمدیت اور بہائیت

کئی سادہ لوح انسان اہل بہاء اور دیگر معاندین سلسلہ احمدیہ کے اس فریب میں آگئے ہیں۔ کہ احمدیت دراصل بہائیت سے ماخوذ یا اس کی نقل ہے۔ (نعوذ باللہ) حضرت مسیحؑ نے اس گروہ کے متعلق ہی فرمایا تھا۔ کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔" حالانکہ بہائیت کو احمدیت سے کوئی دور کی بھی نسبت نہیں ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
مجھے ان لوگوں کے فہم و دانش پر تعجب آتا ہے۔ جنہوں نے اس نظریہ کو قائم کیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ اس قول کے قائلین نے نہ احمدیت کا مطالعہ کیا ہے۔ اور نہ ہی بہائیت کو سمجھا ہے۔ سچ یہ ہے۔ کہ یہ دونوں تحریکیں بالکل متضاد ہیں۔ اگر احمدیت اسلام، قرآن مجید اور بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی شان کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔ تو بہائیت کا اولین مقصد تخریب اسلام اور تنسیخ شریعت بیضا ہے۔ غرض ان دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ ہاں اہل بہاء جناب بہاء اللہ کو مدعیٔ مسیحیت بتلا کر حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور یہی (صرف دعویٰ) وہ قدر مشترک ہے۔ جس کی بناء پر لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصری نے صادق مسیح موعود سے پہلے کاذب مدعیان مسیحیت کا وجود ضروری بتلایا ہے (دمتی ۲۴) اور آنحضرت صلعم کی تعبیرات بھی "المسیح الدجال" کو "المسیح الموعود" سے پہلے ہی ظاہر کر رہی ہیں۔ سو ایسا ہونا موجب تعجب نہیں۔ بلکہ الٰہی نوشتوں کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ ہاں احمدیت ہی وہ تریاق ہے جو بہائیت کے زہریلے اثرات کا واحد علاج ہے۔ اور خدا کا برگزیدہ احمد قادیانی ہی وہ مقدس ہے جس کی باطل سوز تجلی نے بانیٔ بہائیت کو "فذاب کما یذوب الملح" کا مصداق بنا دیا۔ پس احمدیت کا ماخذ بہائیت کو قرار دینا حد درجے کی ناانصافی اور ظلم ہے۔ ہم ذیل میں احمدیت اور بہائیت کا موازنہ کرنے کے لئے چند امور پیش کرتے ہیں۔ لیکن واضح رہے۔ کہ ہم صرف وہی باتیں بہائیت کی طرف منسوب کریں گے۔ جن کو خود ہمارے وطنی بہائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جناب بہاء اللہ کا دعویٰ لا الٰہ الا انا المسجون الفرید" (بجز مجھ قیدی کے کوئی خدا نہیں) وغیرہ زیر بحث نہ ہوگا۔

(۱)

قرآن مجید

احمدیت

مکمل تاقیامت جاری اور ابدی شریعت ہے۔ لکھا ہے:۔

(۱) "نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن"۔

۲۔ "میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں"۔ (کشتی نوح صفحہ)

بہائیت

ناقص کتاب تھی۔ "ہذا البیان" سے منسوخ ہوگئی اور "البیان" "الاقدس" سے منسوخ ہوگئی۔

ایک بہائی بنام صابری لکھتا ہے۔
"افسوس کہ حافظ صاحب کو بہائی لٹریچر سے براہ راست واقفیت نہیں، ورنہ ہرگز وہ ایسا نہ لکھتے۔ کیونکہ بہائی مذہب والوں کا عقیدہ ہے کہ ہماری شریعت نئی ہے"۔ (اہلحدیث ۱۳ر جنوری ۱۹۲۸ء)

نوٹ:۔ ناظرین قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ جب شریعت ہی بدل گئی تو باقی امور میں کہاں تک اتفاق ہو سکتا ہے؟ اہل بہاء کی شریعت میں تین نمازیں (اپنے طرز کی) ۱۹ روزے ہیں۔ سود جائز اور پردہ حرام ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر احمدیت ان تمام باتوں میں شریعت اسلامیہ کے مطابق بہائیت سے مختلف ہے:۔

(۲)

آنحضرت صلعم

احمدیت

"تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ ... محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے"۔ (کشتی نوح)

بہائیت

جناب بہاء اللہ اپنے ظہور کے متعلق لکھتے ہیں:۔
"ہذا الیوم لو ادرکہ محمد رسول اللہ لقال قد عرفناك یا مقصود المرسلین"
یہ وہ دن ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی نصیب ہو جاتا تو آپ بول اٹھتے کہ اے تمام رسولوں کے مقصود و مطلوب (بہاء اللہ) ہم نے تجھکو پہچان لیا"۔ (الواح مبارکہ صفحہ ۹۴)

(۳)

قبلہ شریف

احمدیت

کعبہ کے علاوہ کوئی بیت اللہ اور قبلہ نہیں عام طور پر ارشاد ہوتا ہے۔ "ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔۔۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھکر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں"۔ (ایام الصلح صفحہ)

بہائیت

لکھا ہے:۔ "قبلۂ ما اہل بہاء روضۂ مبارکہ است در مدینۂ عکا کہ در وقت نماز خواندن باید رو بر روضہ مبارکہ بالیستیم"۔
ترجمہ:۔ ہم اہل بہاء کا قبلہ بہاء اللہ کا روضہ مبارکہ ہے جو عکا میں ہے۔ نماز پڑھتے وقت منہ اس روضہ (قبر) کی طرف ہونا چاہیئے"۔ (مدرس الدیانتہ درس نمبر ۱۹)

(۴)

ختم نبوت

احمدیت

بانیٔ احمدیت علیہ السلام لکھتے ہیں:۔ "و از لفظ ختم نبوت مراد ما ختم کمالات نبوت است بر رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم و او از ہمہ پیغمبران افضل است واعتقاد میداریم کہ بعد از او ہیچ پیغمبرے نیست

بہائیت

خاتم النبیین کے معنے عام لوگوں کی طرح "نبیوں کو بند کرنے والا" کرتے ہیں۔ اب وہ دورہ نبوت تشریعی و غیر تشریعی بند ہے۔ نبوت تو نبوت رحی کے متعلق لکھا ہے۔ "وانقطعت

مگر آنکہ از امت او باشد و از روحانیت او فیض یافتہ باشد۔" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

بہ نفحات الوحی" کہ آنحضرت پر وحی بھی منقطع ہوگئی۔ (الواح مبارکہ صفحہ ۱۵)

نوٹ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا سب کو مسلم ہے۔ مگر اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اہل بہاء کے نزدیک بھی عام غیر احمدیوں کی طرح نبیوں کا سلسلہ بند ہے۔ ہاں اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب بہائی لوگ بلکہ خود بہاء اللہ وحی کو منقطع مانتے ہیں۔ تو ان کا دعوے کس بناء پر ہے؟ تو یاد رہے کہ بہائی اسلامی وحی کو بند قرار دیکر اب قول بہاء اللہ کو الہام یقین کرتے ہیں۔ گویا اب نبی نہیں۔ بلکہ خود "مالک القدس" دنیا پر ظاہر ہوا ہے اسی لئے لکھا ہے "نہ سید علی محمد باب کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ نہ اہل بہاء ان کو یا حضرت بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔" (کوکب ہند ۱۷ ؍اپریل ۱۹۲۷ء)

(۵)

حیات مسیح

احمدیت

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

"ان اللہ صرح فی اٰیۃ فلما توفیتنی وفات ابن مریم وصرح معہٗ عدم رجوعہ الی الدنیا کما تقدم" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۹)

اللہ تعالیٰ نے آیۃ فلما توفیتنی میں حضرت عیسیٰ کی وفات کو صریح طور پر بیان فرما دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہ آئینگے۔

بہائیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں خود جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

۱۔ "وارد شد بر آنجناب اقدس آنچہ کہ اہل فردوس نوحہ نمودند و بعضی بر آنحضرت امر صعب شد کہ حق جل جلالہ بارادۂ عالیہ بسما و چہارم صعودش داد" (الواح مبارکہ ۲۰۹)

۲۔ "ضاقت علیہ (المسیح) الارض بوسعھا الیٰ ان عرجہ الی السماء" (باب الحیاۃ صفحہ ۱۶۲)

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مصائب کی وجہ سے زمین تنگ ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے انہیں چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔

(۶)

عربی زبان

احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔
"ان العربیۃ متفردۃ فی صفاتھا وکاملۃ فی مفرداتھا ومعجبۃ بحسن مرکباتھا ولا یبلغھا لسان من الالسن کالراضین" (انجام آتھم صفحہ ۲۵۷ حاشیہ)

عربی زبان اپنی صفات میں یگانہ اور اپنے مفردات میں کامل ہے۔ اور اپنے مرکبات کی خوبی میں دلکش ہے۔ اور دنیا کی کوئی زبان اس کی خوبیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس یہی زبان عالمگیر اتحاد کا ذریعہ قرار دی جا سکتی ہے۔

بہائیت

بہاء اللہ لکھتے ہیں "حضرات ملوک ایدہم اللہ یا وزراء ارض مشورت نمائند و یک لسان از السن موجودہ و یا لسان جدیدے مقرر دارند۔" (الواح صفحہ ۱۱۱)

کہ بادشاہوں یا وزراء کو چاہئے کہ مشورہ کر کے موجودہ زبانوں میں سے ایک یا کوئی نئی زبان مقرر کرلیں۔"

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

امروز چوں آفتاب دانش از آسمان ایران آشکار و ہویداست ہر چہ ایں زبان را ستائش نمائید سزاوار است۔" (صفحہ ۲۶۲) کہ چونکہ میں آسمان ایران سے ظاہر ہوا ہوں اس لئے یہی زبان (فارسی) ہی مستحق تعریف ہے۔

ان چھ اعتقادی عملی اور تمدنی اصولی اختلافات کے علاوہ اور بھی بیسیوں اختلاف ہیں مگر احمدیت اور بہائیت کا فرق سمجھنے کے لئے یہ باتیں ہی کافی ہیں۔ یقین ہے۔ کہ اب بہائی یا بعض دیگر مخالفین احمدیت اس مغالطہ دہی میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بہائیت کے دجالی طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے ہی احمدیت کو قائم کیا ہے۔ تا اسلام کی عظمت و شان پھر سے قائم ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ ؎

ایک مدت سے تھا کفر اسلام کو کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

مندرجہ بالا عقائد بہائیہ کو مدنظر رکھکر اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ احمدیت سے بہائیت کا کوئی جوڑ نہیں! حیات مسیح، نبوت کی بندش وغیرہ امور میں اختلاف کے ہوتے ہوئے کسی طرح بھی یہ درست نہیں۔ کہ احمدیت نے بہائیت کی نقل کی ہے۔ بلکہ عام غیر احمدیوں کے عقائد سے احمدیت کو جو علاقہ ہے۔ بعینہٖ وہی نسبت بہائیوں کے عقائد سے بجز اشتراک شریعت کے۔ پس یہ سراسر اتہام اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ جس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ عوام کو احمدیت سے متنفر کیا جائے۔ والسلام (خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

آدی ہندو سبھا فیروزپور چھاؤنی کا جلسہ

---

۱۵ ؍جنوری ۱۹۲۸ء کو چھاؤنی فیروزپور میں دراحاطہ نائٹ سکول موچیاں نزد رام باغ آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کا ایک عظیم الشان پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں گوال منڈی کھٹیک منڈی۔ بڑھئی محال۔ لال کورتی بازار۔ توپ خانہ بازار۔ نیا پورہ۔ ٹیکا نوالی بستی۔ لوکو شیڈ۔ پرانی فلاصی لین۔ کمہار منڈی۔ صدر بازار کے مختلف محلوں کے آدی ہندو اصحاب شریک ہوئے اور ان میں تقریباً یکصد مستورات بھی تھیں مختلف اصحاب نے بڑی ہمدردی کیساتھ سبھا کی کارروائی میں حصہ لیا اور حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) یہ آدی ہندو سبھا اعلان کرتی ہے کہ ہم آنے والے شاہی کمیشن کا بڑی خوشی کیساتھ خیر مقدم کرینگے اور تمام ہندوستان کے آدی ہندوؤں و دیگر غریب جاتیوں سے برادرانہ درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں شاہی کمیشن کا خیر مقدم منانے کیلئے پوری تیاری کریں۔

(۲) سرکاری ملازمتوں اور سرکاری انسٹی ٹیوشنوں کے اندر ہندوؤں نے تعصب کی وجہ سے ہمیں ہمارے جنم سدھ یعنی واجب انسانی حقوق سے اکثر محروم کر رکھا ہے۔ اس لئے ان حقوق کو واپس لینے کے لئے شاہی کمیشن کے روبرو بھی استدعا کی جائے (۳) سرکاری و امدادی سکولوں اور پاٹھ شالاؤں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہمارے بچوں کے راہ میں جو جو رکاٹیں اونچی ذات والے ہندوؤں کی طرف سے حائل ہو رہی ہیں۔ لوکل حکام سے اور محکمہ تعلیم کے افسروں سے یہ عاجزانہ التماس ہے۔ کہ وہ ہماری ان مشکلات کے حل کرنے کرانے میں اپنی خاص توجہ عنایت فرمادیں (۴) ہندو پریس کے مالکان و ایڈیٹران عموماً اونچی ذات کے ہندو ہیں۔ وہ اپنی تعصبانہ ذہنیت کے باعث قدرتاً ہماری زندگی کے مسائل کی ہمارے نقطہ خیال سے اکثر اوقات اشاعت نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے دیگر فرقوں کے منصف مزاج اخبار والوں سے التماس ہے کہ وہ اپنی اعلیٰ حوصلگی کو کام میں لاکر ہماری ان غریبانہ عرضداشتوں کو اپنے اپنے قیمتی اخباروں میں جگہ دیکر مشکور فرمائیں۔

(سکرٹری آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور)

قادیان میں سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دارالفضل و محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اور اب ایک نیا محلہ بنایا گیا ہے۔ جس کا نام محلہ دارالبرکات ہے۔ جو محلہ دارالفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقعہ ہے۔ ان ہر سہ محلہ جات میں قیمت ایک ہی سفر ہے۔ یعنی برلب سڑک کلاں عہ فی مرلہ اور اندر کی طرف بیس بیس فٹ اور دس دس فٹ کے راستوں پر عہ فی مرلہ ہے۔ ایک کنال کی پیمائش طول میں پچھتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے۔ اور اس کے دو طرف سے راستہ گذرتا ہے۔ چار کنال اکٹھی لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا۔ نیا محلہ دارالبرکات اس سمت میں واقعہ ہے۔ جس طرف ریلوے اسٹیشن کی تجویز ہے۔ گو ابھی تک اس کے متعلق کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ مگر بہر حال جہت بہت عمدہ ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور روپیہ بھجوانا ہو تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھجوایا جائے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

وصیتیں

نمبر ۲۶۱۴۔ میں حافظ غلام محمد ولد حافظ محمد حسین صاحب مرحوم قوم کھوکھر عمر ۶۶ سال۔ ساکن دھیر کے کلاں۔ ضلع گوجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۔ نومبر ۱۹۲۷ء اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائداد ایک مکان خام اور ۵ بیگہ اراضی زرعی از قسم چاہی موضع دھیر کے کلاں میں ہے۔ اور ۱۔ بیگہ اراضی میرے پاس بعوض یکصد روپیہ رہن با قبضہ ہے۔ گویا میری مذکورہ بالا جائداد ایک ہزار دو صد روپیہ کی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان میری وفات کے بعد مذکورہ بالا جائداد کے دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر بد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی

مورخہ ۲۰۔ نومبر ۱۹۲۷ء العبد موصی حافظ غلام محمد بقلم خود

گواہ شد ابو عبید اللہ غلام رسول وزیر آبادی بقلم خود۔

گواہ شد محمد یوسف ولد حافظ غلام محمد موصی۔ بقلم خود

نمبر ۲۶۹۹۔ میں میراں بخش ولد جمیل قوم جٹ ہندیچہ عمر ۶۰ سال۔ ساکن علی پور ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں نے اپنی موجودہ جائداد اراضی زرعی واقعہ موضع علی پور قطعہ ۳ چاہ سردوالہ کا ⅛ حصہ نمبران خسرہ ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۷۵ سالم کھاتہ ۱۱ کا 1/42 حصہ کل رقبہ ۔۔ کنال بذریعہ انتقال ۵۳۱ علی پور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں ہبہ کر دیا ہے۔ نیز آئندہ کے واسطے یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅛ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نقط کاتب الحروف اللہ بخش پٹواری

گواہ شد اللہ بخش پٹواری علی پور۔ العبد موصی نشان انگوٹھا میراں بخش۔ گواہ شد عبد اللہ ولد ولی محمد کمہار ساکن علی پور

نمبر ۲۵۶۲۔ میں حسین بی بی زوجہ نظام الدین کشمیری ساکن ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ⅛ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی مبلغ دو صد روپیہ کی ہے۔ مہر اسی میں شامل ہے۔ العبد حسین بی بی موصیہ۔ گواہ شد نظام الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد منشی خان بقلم خود۔

نمبر ۲۵۴۴۔ میں فاطمہ بی بی زوجہ منشی خان افغان ساکن ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ہو اسکے ⅛ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ یا حوالے صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات قیمتی بشمول مہر ماہر ۔۔ روپیہ ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۶ء العبد موصیہ فاطمہ بی بی زوجہ منشی خان۔ گواہ شد بقلم خود منشی خان خاوند موصیہ گواہ شد نظام الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیریانوالہ بقلم خود

ہندوستان کی خبریں

—— ریاست اودے پور کے مہاراجکمار کی ننگیر ٹھاکر صاحب کھوڑالا کی راجکماری نے مہاراجکمار کے لیچے اور شعیف ہونے کی وجہ سے ستیاگرہ یعنی کھانا پینا ترک کر دیا ہے ✣

—— لاہور ۱۹ جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ گرینڈلے بنک میں ایک فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ جس سے لاہور میں انگریزی کا ایک نیا روزانہ اخبار جاری کیا جائے گا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر مسٹر ایسن ہونگے۔ سر ذوالفقار علی خان نے اس فنڈ میں سب سے بڑھکر روپیہ دیا ہے۔

—— الہ آباد ۱۹ جنوری۔ ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو کے مکان میں نقب زنی کی واردات ہوئی۔ دیورات۔ نقدی اور گورنمنٹ پرامیسری نوٹ وغیرہ۔ کل دس ہزار روپیہ کی مالیت کا نقصان ہوا۔

—— امرتسر ۱۹ جنوری۔ شرومنی اکالی دل نے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ یہ دل سکھ پنتھ سے اپیل کرتا ہے کہ چونکہ سائمن کمیشن ہندوستان کی خواہشات کے خلاف مقرر کیا گیا ہے اس کا مکمل طور پر مقاطعہ کیا جائے۔ یہ دل مزید برآں امید کرتا ہے۔ کہ اکالی جتھے حسب فیصلہ آل پارٹیز کانفرنس ۳۔ فروری کی ہڑتال اور مقاطعہ کمیشن کو مکمل کرانے میں پوری پوری کوشش کریں گے ✣

—— نئی دہلی ۱۹ جنوری۔ سرحدی حکام نے علاقہ انگریزی سے اور کزئی قبیلہ کا بڑے زور سے محاصرہ شروع کر دیا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں شنواری قبیلہ سے جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی رو سے علاقہ تیراہ کے جملہ قبائل اس امر کے پابند تھے کہ باغیوں کے اس گروہ کے کسی بھی ممبر کو جس نے مس ایلس کا اغوا کیا تھا اور جس کا سرغنہ عجب خان تھا۔ اپنے علاقہ میں نہیں آنے دینگے معلوم ہوا ہے۔ کہ باغیوں کے اس گروہ کا ایک سرگردہ ممبر سلطان میر حال ہی میں اورکزئی علاقہ میں اس قبیلہ کے مشہور مذہبی پیشوا ملا محمود اخونزادہ کی سرپرستی اور پناہ میں رہائش پذیر تھا ✣

—— لاہور ۱۹ جنوری۔ آج پولیس نے شہزادہ معظم جان اور شہزادہ محمد عمر جان کا چالان زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مرزا مہدی حسین مجسٹریٹ کی عدالت میں کیا۔ یہ دونوں شہزادے افغانستان کے سابق امیر شاہ شجاع کے پوتے ہیں اور لاہور میں غالباً پنشن لیتے ہیں۔ پولیس کا بیان ہے۔ کہ ان کی ذات سے نقض امن کا خطرہ ہے ✣

—— نئی دہلی ۱۸ جنوری۔ سر فیروز شاہ مہتہ نے کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ایک قرارداد کی اطلاع بھجوائی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ شاہی کمیشن کے متعلق وزیر ہند اور حکومت ہندوستان میں جو خط و کتابت ہوئی ہے۔ اسے شائع کیا جائے ✣

—— لاہور ۱۷ جنوری۔ ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر نے اخبارات "ملاپ" "پرتاپ" اور "گورو گھنٹال" کا داخلہ اپنی ریاست میں ممنوع قرار دیدیا ہے ✣

—— لاہور ۲۲ جنوری۔ بعض ہندو اخبارات نے اس قسم کی خبریں شائع کی ہیں۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی نے اس مسلمان کا پتہ لگا لیا ہے جس کے پستول سے سوامی شردھانند کو گولی ماری گئی تھی۔ "انقلاب" کے نمائندہ خصوصی نے پولیس کے دفاتر اور مقامی افسروں سے ملکر اس کے متعلق کیفیت طلب کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ من گھڑت افسانہ ہے۔ ڈسٹرکٹ پولیس یا سی آئی ڈی کو ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی ✣

الہ آباد ۲۱ جنوری۔ نینی تال سنٹرل جیل میں کل بروز جمعہ ایک سو قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ وارڈروں کو انہوں نے بے دست و پا کر دیا۔ اور ایک قیدی نے اوورسیر کا ناک کاٹ ڈالا۔ آخر کار ایک قیدی ہلاک اور ۱۷ مجروح ہوئے

—— مدراس ۱۹ جنوری اطلاع آئی ہے کہ ٹرچنوراؤ کالاستی میں جہاں ہندو جاترا کے لئے جاتے ہیں۔ سخت ہیضہ پھیل رہا ہے۔

—— بنارس کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ پنڈت مالویہ نے ایک پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس کی رو سے آپ نے عہد کیا ہے۔ کہ آئندہ دو سال میں ان کا کام صرف یہ ہوگا۔ کہ ملک میں دورہ کر کے بدیشی کپڑے کا مقاطعہ اور کھدر کا پرچار کریں اور ساتھ ہی لوگوں کو شہریت کے اصول بھی سکھلائینگے ✣

—— دہلی ۲۰ جنوری۔ لالہ لاجپت رائے نے اخبار کے ایک نمائندہ سے ۳ فروری کی ہڑتال کے متعلق کہا۔ کہ میری رائے میں ہڑتال کی قرارداد کو چند اہم مقامات تک محدود رکھنا چاہیئے اور اس پر زور نہیں دینا چاہیئے۔ کہ تمام ہندوستان میں ہڑتال کی جائے ✣

—— ناگپور ۲۰ جنوری۔ ڈاکٹر مونجی نے اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کی اطلاع دی تھی۔ جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ ہندوستان کے طلباء کے لئے جسمانی ورزش اور بندوق کا استعمال لازمی قرار دیا جائے۔ لیکن وائسرائے نے اس بل کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

—— کولمبو ۱۸ جنوری۔ سابق مہاراجہ اندور اور مس ملر ابھی تک نوارا ایلیا میں موجود ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آریہ سماج نے شدھی سنسکار کرنا اور مس ملر کو ہندو دھرم میں لانا منظور کر لیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

—— تورین ۱۹ جنوری۔ شاہ افغانستان آج یہاں وارد ہوئے۔ ولیعہد نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

—— لنڈن ۱۹ جنوری۔ جس وقت سائمن کمیشن وکٹوریہ ریلوے اسٹیشن پر ہندوستان کو روانہ ہونے کے لئے آیا۔ تو لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع فراہم ہو گیا۔ اس مجمع میں کئی ہندوستانی بھی موجود تھے۔ جن کے سروں پر پگڑیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لارڈ برکن ہیڈ نے تجارت پیشہ اصحاب کی ایک پارٹی میں کہا۔ کہ برطانیہ کلاں کی تمام جماعتیں شاہی کمیشن کی حمایت میں ہیں۔ چنانچہ پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں میں سے کسی نے بھی اس کمیشن کے تقرر پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

—— بحیرہ لوط کے متعلق ایک یہودی سرمایہ دار جماعت کو جو ٹھیکہ دیا جانیوالا ہے۔ اس کے خلاف اعراب فلسطین نے لنڈن میں احتجاج کیا ہے۔ اور صلاح دی ہے۔ کہ یہ کام یا تو فلسطین کے سرمایہ سے ہونا چاہیئے۔ یا حکومت فلسطین خود کرے

—— بصرہ ۱۸ جنوری اطلاع آئی ہے۔ کہ ایران کے جنوبی صوبہ خورستان میں طبقہ زراعت پیشہ کے اندر جس میں تمام غریب لوگ ہیں شورش پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان لوگوں نے وہ بھاری ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جو حکومت ایران نے عائد کئے ہیں ✣

—— تورین ۲۱ جنوری۔ اعلیٰحضرت شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ نے متعدد کارخانوں کا ملاحظہ فرمایا۔ شاہزادہ پیڈ مونٹ نے شہریار غازی کو ٹی پارٹی دی۔ شام کے وقت آپ کا شاندار استقبال ہوا ✣

—— رگبی ۲۰ جنوری۔ کل رات سر آسٹن چیمبرلین نے برمنگھم میں تقریر کرتے ہوئے چین کی موجودہ حالت پر گفتگو کی اور کہا کہ اگرچہ اب بھی خدشہ قائم ہے۔ لیکن گذشتہ سال کی طرح حالات زیادہ نازک اور تشویش انگیز نہیں۔

—— مجلس ہیئر زبیدہ نے میدان عرفات میں ایک کنوئیں کا اکتشاف کیا ہے۔ جس کے اندر ایک پتھر پر حسب ذیل الفاظ کندہ ہیں لا الٰہ الا اللہ عز شانہ۔ تحدید بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بزمانہ غزنیا الدین

—— رگبی ۱۸ جنوری۔ سر ایلین کوبہم کا ہوائی جہاز سنگاپور مالٹا میں اُترا۔ اور انتظام کیا گیا ہے۔ کہ وہ آج افریقہ کے اردگرد پرواز کریں ✣

—— ٹوکیو ۱۸ جنوری۔ شہنشاہ جاپان نے شاہزادہ چیچی بو اور مس سیتو کی شادی کی اجازت دیدی ہے مس سیتو جاپانی سفیر متعینہ واشنگٹن کی لڑکی ہے

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

کبر مقتاً عند اللہ۔ یہ خدا کے نزدیک بہت ناپسندیدہ بات ہے کیونکہ اس طرح ایک تو انسان جھوٹ بولتا ہے۔ دوسرے ریا کرتا ہے۔ تیسرے دوسروں کے اخلاق بگاڑتا ہے۔ کیونکہ جب لوگ دیکھیں گے۔ کہ ایک شخص کام تو کرتا نہیں۔ اور لوگوں میں اس کے یونہی باتیں بنانے سے تعریف ہوتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ بھی اس شخص کی طرح کام چھوڑ دینگے۔ اور جھوٹ کے ساتھ اپنی خوبی ظاہر کر کے عزت چاہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں چونکہ لوگوں کے دعوے ان کے اعمال کے خلاف ہونے تھے۔ اس لئے یہ فرمایا۔ اب دیکھ لو۔ یورپ کے لوگ شور تو یہ مچاتے ہیں۔ کہ ہم دنیا کی بہتری کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ دُنیا کو کھانے والے یہی لوگ ہیں۔ پھر اس زمانہ میں مسلمانوں کی تباہی کی بھی یہی وجہ ہے۔ ترکمان کے مقدمہ کے وقت مسلمان شور مچاتے تھے۔ کہ ہم اپنی جانیں اور مال اسلام کے لئے قربان کر دینگے۔ لیکن جب وقت آیا۔ تو سب پیچھے ہٹ گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○	اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں سینہ بسینہ ہو کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ دیوار ہیں جس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہے

یہ وہ اتحاد واتفاق ہے۔ جس کے ساتھ مسلمان ترقی کر سکتے ہیں۔ آج کل تین چیزوں کا اسلام مطالبہ کرتا ہے۔ ایک نہ کرنے والی بات ہے۔ اور وہ یہ کہ فضول دعویٰ نہ کرو۔ کیونکہ ایسے دعووں سے بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ اور دو کرنے والی باتیں ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ اللہ کے رستہ میں جہاد کرو۔ خدا کے دین کی اشاعت میں لگ جاؤ۔ تبلیغ پر زور دو۔ دوسری یہ کہ کامل اتحاد پیدا کرو۔ تفرقہ اور شقاق نہ ہو۔ ان باتوں پر مسلمانوں کی کامیابی کا انحصار ہے۔ اگر صرف احمدی جماعت ہی ان باتوں پر پورے طور سے عمل کرے۔ تو قریب ترین زمانہ میں اسلام کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعن اور اعتراض کرنے چھوڑ دو۔ کام کرتے وقت اعتراض کا مادہ پیدا نہ ہو۔ غلطیاں انبیاء سے بھی دنیوی اور سیاسی معاملات میں ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر میں کسی کا حق کسی اور کو دلا دوں تو لینے والا یہ نہ سمجھے۔ کہ اس کے لئے جائز ہو گیا۔ بلکہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہو گا۔ گویا نبی سے بھی ایسے معاملات میں غلطی ہو سکتی ہے۔ مگر اعتراض کر کے تفرقہ پیدا کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اس مرض نے بہت ترقی کرنی تھی۔ اس لئے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ کہ اس وقت لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے۔ فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ تم کیوں مجھے ایذا دیتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہ میں تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○	خدا کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو خدا نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ

بدعہد قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ یہ کام کیوں کیا۔ فلاں کام کیوں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا۔ جب تم جانتے ہو۔ کہ میں خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور تمہاری بہتری کے لئے آیا ہوں۔ تو پھر تم کیوں مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ اگر تم میرے قائم کردہ نظام پر اعتراض کرو گے۔ تو تباہ ہو جاؤ گے۔ لیکن انہوں نے اس نصیحت کو نہ مانا اور تباہ ہو گئے۔

اس آیت میں فاسقین سے مراد معترض ہیں۔ جو بیجا اعتراض کر کے تفرقہ ڈالتے ہیں۔

اب موجودہ زمانہ کا ذکر کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نظام کے ساتھ کامیابی ہو گی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ بھی نظام سے تھا۔ اور بہت بڑے نظام سے تھا جو فرعون کی حکومت تھی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ بھی بہت بڑے نظام سے ہے۔ اس لئے فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○	اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں۔ سچا کرنے والا ہوں تورات کو جو میرے سامنے ہے۔ اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہو گا۔ جب وہ ان کے پاس کھلے دلائل لیکر آئیگا تو کہیں گے۔ کہ یہ تو کھلا کھلا فریب اور جھوٹ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھذا سحر مبین کہ جب احمد نبی نشانات لے کر آئے گا۔ تو لوگ کہیں گے۔ کہ یہ تو کھلا کھلا فریب ہے یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اس لئے یہاں آپ ہی کے آنے کا ذکر ہے۔ اس سے کون انکار کرتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ نے انجیل میں پیشگوئی کی تھی کہ خدا خود آئے گا۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کو خدا کا آنا قرار دیا ہے۔ اور انجیل میں شرعی نبی کی آمد کو خدا کی آمد قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد آنے والے صاحب شریعت کی پیشگوئی کی تھی۔ اور

وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے *

مگر یہ پیشگوئی تو وہ ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی ہے *

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ جب بعد پر من آتا ہے۔ تو اس بعد کے معنے قریب ترین زمانہ کے ہوتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہی آتا ہے۔ جنات نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا۔ تو انہوں نے کہا۔ انا سمعنا کتباً انزل من بعد موسیٰ۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ کلام سنا۔ حالانکہ حضرت موسیٰؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کئی نبی آئے تھے۔ پس ان معترضین کے اصول کے مطابق تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ کے بعد قریب ترین زمانہ میں ہوئے ہیں۔ کیونکہ جنات من بعد موسیٰ کہتے ہیں *

پھر کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام احمدؐ تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم صفاتی اکمل تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اسم ذاتی تھا۔ کیونکہ آپ کے والدین نے آپ کا نام احمدؑ رکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمدؐ ذاتی نام نہ تھا۔ آپ کو سب لوگ محمدؐ کے نام سے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ کو یا محمدؐ کہہ کر پکارا۔ تو ایک صحابی نے اُسے مکہ مارا۔ کہ نام کیوں پکارتے ہو۔ یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن تک جانتے تھے۔ کہ آپ کا نام محمدؐ ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے۔ کہ آپؐ کا نام آپؐ کے والدین نے محمدؐ رکھا ہے۔ پھر لوگ محمدؐ کے نام سے آپ کو پکارتے رہے۔ آسمان پر خدا نے آپ کو اسی نام سے پکارا۔ باقی آپؐ کے صفاتی اسماء کئی تھے۔ ایک ان میں سے احمدؐ بھی تھا *

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے، جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اور وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وھو یدعیٰ الی الاسلام یہ دلیل اتنی واضح ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ لوگ دعویٰ کرنیوالے سے کہیں گے۔ کہ تو مسلمان ہو جا۔ تو جس بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے لحاظ سے اسلام سے باہر ہو گیا ہے۔ اب بتاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کس طرح یہ کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ اسلام تو آپ کے ذریعہ سے آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہو گا تو وہ مسلمان۔ مگر اس کے مخالف۔ اس کے دعوے کی وجہ سے اسے اسلام سے باہر قرار دینگے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے نور کو پھیلا کے رہیگا۔ اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں *

یہ صاف طور پر اس زمانہ کے متعلق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مخالفین مونہوں سے اسلام کو مٹانا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ جبر سے مٹاتے تھے۔ اس وقت اسلام کو روکنے کیلئے دشمنوں نے تلوار اٹھائی تھی۔ جنگیں کی گئیں۔ لیکن اب مسیح موعود علیہ السلام کے وقت لوگ مونہوں سے یعنی لیکچروں اور تقریروں اور فتووں سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر اسلام ترقی کریگا۔ اور ضرور پھیلیگا *

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تا اس کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ اگرچہ مشرک ناپسند ہی کریں *

تمام مفسرین اس آیت کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پوری ہو گی۔ جب کہ تمام دین ظاہر ہو جائینگے اور یہی درست بھی ہے۔ اس وقت جس قدر مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ان کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ پس یہی وہ زمانہ ہے جب تمام دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ حاصل ہو گا *

سُورۃ الصّفّ رکوع دوم

(۱۱ر اگست ۱۹۲۷ء)

چونکہ اس زمانہ میں تجارت ہی ترقی کا ذریعہ بننے والی تھی (جسے پہلے ذلیل اور ادنیٰ کام سمجھا جاتا تھا) اور لوگ تمام باتوں کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہونے والے تھے اس لئے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کے مامور کی زبان سے یہ الفاظ کہلائے *

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

اے اس زمانہ کے لوگو تم تجارت کرتے ہو۔ اور بے شک تجارت دنیا کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے لیکن جس قدر اس میں ترقی ہو رہی ہے۔ اسی قدر مشکلات اور تکالیف بڑھ رہی ہیں۔ ہاں ایک ایسی تجارت بھی ہے جن سے تمام غموں اور دکھوں سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ غم اور صدمہ اس میں بھی ہوتا ہے۔ مگر اپنے لئے نہیں۔ دوسروں کے لئے۔ ہاں اس میں عذاب نہیں ہوتا۔ وہ تجارت کرنے والے اور بھی خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کو اس تجارت کا حال بتاتا ہوں۔ جو انہیں عذاب سے بچالے۔ دوسری تجارت آرام بھی دیتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ خوف اور ڈر بھی لگا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ مگر میں تم کو ایسی تجارت بتاتا ہوں۔ جو تم کو عذاب الیم سے بچالیگی *

وہ کیا ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

وہ تجارت یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لے آؤ۔ یقین کر لو۔ کہ دنیا کا خالق و مالک وہی ہے۔ پھر رسول پر بھی ایمان لے آؤ۔ جو تمہاری حفاظت کیلئے خدا سامان پیدا کرتا ہے۔ اور رسول ان کے استعمال کا صحیح ذریعہ بتاتا ہے۔ آگے بندوں کا کام شروع ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا :-

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ط

اپنے اموال اور جانوں کو خدا کے دین کی اشاعت کے لئے قربان کردو ٭

قربانی وہی کرتا ہے۔ جو یقین رکھتا ہے۔ کہ اس کا نیک نتیجہ نکلے گا۔ سو جو شخص مال و جان کے خدا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بھی یقین رکھتا ہے۔ کہ اس کی قربانی ضائع نہ جائے گی ٭

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اگر تم یہ باتیں جان لو تو اس سے بہتر تمہارے لئے کوئی چیز نہیں ہے ٭

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ -

ایسی صورت میں اللہ تمہارے گناہوں کو ڈھانپ دیگا۔

اور وہ اس طرح کہ (۱) ایک گناہ کے نتیجہ میں جو دوسرا گناہ کیا جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ روک دیتا ہے (۲) جو گناہ ہو چکا ہو۔ اس کے بُرے نتیجہ سے بچا لیتا ہے۔ آگے فرمایا

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

تم مال اور جان قربان کرو گے تو اس کے بدلے ایسا مال اور جان دیں گے۔ جو کبھی ختم نہ ہونگے ٭

اس دنیا میں بھی یہ بات حاصل ہو جاتی ہے۔ جب تک کوئی قوم مال و جان قربان کرتی رہتی ہے۔ تباہ نہیں ہوتی۔ اور جب مال اور جان دینے سے دریغ کرتی ہے۔ تباہ ہو جاتی ہے فرمایا ایسی جگہیں دینگے۔ جن میں نہریں بہتی ہیں ٭

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

رہنے کی جگہیں پاک ہونگی ہمیشہ رہنے والے باغوں میں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ٭

وَأُخْرٰى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے۔ جسے تم پسند کرتے ہو۔ وہ اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب ہے۔ اور مومنوں کو بشارت دے ٭

جنت کے متعلق جس کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں یہ کیوں کہا۔ کہ ان کے علاوہ وہ چیز جسے تم پسند کرتے ہو۔ یہ اس لئے کہ جنت کی چیزیں تو ایسی ہیں۔ جن کا خیال بھی پورے طور پر نہیں آسکتا کہ کیسی ہونگی۔ اس لئے ان کے لئے خواہش اس طرح نہیں پیدا ہو سکتی۔ جس طرح سامنے نظر آنے والی بات کے لئے۔ اس وجہ سے فرمایا۔ جس بات کی تم خواہش کرتے ہو۔ کہ فتح حاصل ہو۔ دین کی اشاعت ہو۔ وہ بھی حاصل ہو جائیگی۔

یہاں فتح قریب خدا نے رکھا ہے۔ اگر یہ حاصل نہ ہو۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں کوتاہی ہے۔ یا رسول پر اور اللہ پر ایمان پورے طور پر نہیں ٭

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُونُوٓا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ

اے مومنو! اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہو جاؤ۔ جس طرح عیسیٰ نے جب کہا تھا۔ کہ کون میرا مددگار اللہ کے ساتھ شامل ہو کر بنتا ہے

مَنْ أَنْصَارِيٓ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ

یعنی اللہ کی طرف سے یہ برکتیں آرہی ہیں۔ کون ان میں ہمارے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔ (۲) یا یہ کہ کون لوگ ایمان لاکر روحانی ترقیات میں میرے ساتھ قدم زن ہونا چاہتے ہیں۔ حواریوں نے کہا :-

نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ

ہم مددگار ہیں اللہ کے۔ یعنی وہ مددگار جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اللہ نے ہم کو مددگار بنایا ہے ٭

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ج

پس ایک قوم بنی اسرائیل میں سے ایمان لے آئی۔ اور دوسری نے انکار کر دیا۔

یہی زمانہ اب بھی آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آواز اُٹھائی۔ تو کچھ مان گئے۔ اور کچھ نہ ماننے والے بن گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مگر معلوم بھی ہے۔ پہلے جنھوں نے نبی سے دشمنی کی۔ ان کا کیا حال ہوا ٭

فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظٰهِرِينَ ۝ ع

پس جو ایمان لائے ان کا کیا حال ہوا جنھوں نے دشمنی کی تھی۔ وہ تو تباہ ہو گئے۔ اور جو ایمان لائے وہ کامیاب ہو گئے ٭

اب مسیح موعودؑ کے وقت بھی یہی حال ہو گا۔ آپ کے ماننے والے کامیاب ہوں گے۔ اور دوسرے ناکام ٭

سورہ جمعہ رکوع اوّل

(مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مَیں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ٭

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ٭

تسبیح سے مراد یہ نہیں۔ کہ منہ سے سبحان اللہ کہتے ہیں۔ منہ سے کہنے سے حقیقی تسبیح نہیں ہوتی بلکہ حقیقی تسبیح وہ ہے۔ جس کا تعلق اعمال اور قلب سے ہوتا ہے۔ منہ کی تسبیح صرف اپنے نفس کو پڑھانے یا دوسروں کو سکھانے کے لئے اور زبان کو عبادت میں شامل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ پس زبان کی تسبیح یا تو اپنے نفس کو پڑھانے کے لئے اور زبان کو عبادت میں شامل کرنے کے لئے اور قلب پر گہرا نقش بٹھانے کے لئے ہوتی ہے۔ کیونکہ جس چیز کا بار بار ذکر کیا جائے۔ اس کا نقش دل پر بھی ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ تا ہمارے اثر کے ماتحت ہماری اولادیں وہی کام کریں۔ جو ہم کرتے ہیں۔ چنانچہ چھوٹے بچوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے والدین کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر خود بھی پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ مگر زبان کی تسبیح حقیقی تسبیح نہیں ہوتی۔ سینکڑوں آدمی زبان سے تسبیح کرتے ہیں۔ مگر دل ان کے بغض سے بھرے

ہوتے ہیں۔ اسی طرح کئی لوگوں کی تسبیح منافقانہ تسبیح ہوتی ہے۔ جس سے بجائے اس کے کہ ان کو خدا کا قرب حاصل ہو۔ وہ اور بھی خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ پس تسبیح سے مراد یہ ہے۔ کہ ہر چیز اپنی حالت سے خدا کی تسبیح کر رہی ہے۔ اپنے حال سے خدا کو قدوس ثابت کر رہی ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خدا کی طرف عیوب منسوب کرتے ہیں۔ مگر اپنے عمل و حقیقت سے یہ بھی تسلیم کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ واقعہ میں خدا عیوب سے پاک ہے ابوجہل گو زبان سے خدا کی تسبیح نہیں کرتا تھا۔ مگر عملی طور پر اس نے بھی خدا کی تسبیح کی اس کی زندگی بھی خدا کو عیوب سے پاک ثابت کر رہی تھی۔ اور اس کی موت بھی خدا کی تسبیح کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ کئی لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیرنے کا ذریعہ بنی۔ اسی طرح فرعون کا غرق ہونا تھا۔ یہ اب تک تسبیح کر رہا ہے ؂

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔ ننجیک ببدنک۔ ہم تیری لاش کو محفوظ رکھینگے یہ خدا کا قول کیسا سچا ثابت ہؤا۔ کہ آج بھی ہزاروں سال کے بعد اس کی لاش مصر میں محفوظ ہے۔ جسے دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا کیسا غالب ہے۔ تو زمین و آسمان کی ہر چیز اپنی حالت سے ہر وقت خدا کی تسبیح کر رہی ہے۔ ہر چیز بتا رہی ہے۔ کہ ایک قادر خدا ہے۔ جو ہر چیز پر حکومت کر رہا ہے ؂

الملک القدوس العزیز الحکیم ۝	اللہ تعالیٰ کی تسبیح تمام صفات کے متعلق ہو رہی ہے۔

خدا تعالیٰ کی سب صفات کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً وہ قیوم۔ حیّ اور وہاب ہے یہ رحیم اور کریم ہے۔ اسی طرح اس کی صفات غضبیہ ہیں۔ مثلاً قہار ہے۔ ذوالانتقام ہے اس کی تسبیح کامل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی تمام صفات دُنیا کو معلوم نہ ہوں مگر ان صفات کا خاص طور پر بیان ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل صفت یہ ہے۔ کہ الملک ہے بادشاہ ہے۔ دوسری صفت یہ کہ وہ القدوس ہے۔ پاک ہے۔ اس پاکیزگی سے یہ مُراد نہیں۔ کہ عیوب سے پاک ہے۔ بلکہ قدوسیت اس پاکیزگی کو کہتے ہیں۔ جو اپنے اندر تمام کمالات کو جمع رکھتی ہو۔ کوئی شعبہ اظہار کمال کا نہیں۔ جو اس میں نہ پایا جاتا ہو۔ فرماتا ہے:۔ الملک القدوس۔ وہ بادشاہ ہے۔ اور بادشاہ بھی ایسا جو اپنے اندر قدوسیّت رکھتا ہے۔ ملکیت و قدوسیّت یہ دونوں صفات صرف ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ایک بادشاہ ہو سکتا ہے۔ خواہ لوگ باغی ہوں۔ اسی طرح قدوسیّت اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ جب تک دوسروں سے تعلق نہ ہو۔ اس لئے ان دو صفات کے ثبوت میں دو اور بیان فرماتا ہے۔ اوّل العزیز ہے۔ اس کے ملک ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ حکیم ہے۔ یہ اس کی قدوسیّت کا ثبوت ہے۔ حکیم وہ ہوتا ہے جس کے ہر حکم میں حکمت ہو ؂

پس وہ بادشاہ ہے۔ اور قدوس ہے۔ پھر ہر چیز پر غالب ہے۔ اور اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ یہ اس کی حکومت کے گویا چار کونے ہیں۔ ان کونوں سے اس کی صفات کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ ملکیت سے عزیز کی شعاع نکل رہی ہے۔ اور قدوسیّت سے حکیم کی شعاع پڑ رہی ہے۔

پھر عزیز و حکیم خود دو دعوے ہیں۔ یہ کیوں کر معلوم ہو۔ کہ وہ عزیز اور حکیم ہے۔ اس کا ثبوت دیتا ہے:۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم	کس طرح سے معلوم ہو۔ کہ خدا عزیز و حکیم ہے۔

فرمایا: وہ خدا ہی تو ہے۔ جس نے ان اُمیوں میں ایک رسُول بھیجا۔ اور وہ رسول بھیجا بھی انہیں میں سے ؂

اُمیوں میں رسُول بھیجنا تو شفقت اور مہربانی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ کہ وہ رسُول انہیں میں سے ہو۔ یہ خدا تعالےٰ کے عزیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے اس شخص کو رسول بنا کر بھیجا۔ جو علوم دینیہ و دنیویہ سے اسی طرح ناواقف تھا۔ جس طرح خود یہ لوگ۔ وہ انہی کی طرح علوم فطرت اور قانون قدرت بالکل نہ جانتا تھا۔ اور نہ جاننے کے لئے کوئی اسباب تھے۔ کیونکہ اس کی قوم کی بھی یہی حالت تھی۔ ایسی صورتمیں ایسے انسان کو رسالت کے مقام پر پہنچا دینا اور اس میں ایسے کمالات پیدا کرنا جو اور کسی میں ممکن نہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا عزیز ہے۔ وہ چاہے مٹی کو اُٹھائے۔ اس میں ایسی رُوح پھونک دیتا ہے۔ کہ وہی غالب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اُمیوں میں سے ایک کو اُٹھایا۔ اور غالب کر کے دکھا دیا چنانچہ آنحضرتؐ دُنیا میں کھڑے ہو کر یہ کام کیا ؂

یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ	اس میں بھی یہی چار صفات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ملکیت کی صفت خدا کی تھی۔ رسُول میں بھی یہ پائی گئی۔ اس کے پاس نہ حکومت تھی۔ نہ

طاقت۔ تن تنہا کھڑا ہؤا تھا۔ مگر آج یتلوا علیھم ایتہ۔ لوگوں پر نشان آلہی پڑھ رہا ہے۔ جیسے ملک فرمان جاری کرتا ہوتا ہے۔ پس جس خدا نے ایسے انسان کو ملک بنا دیا۔ وہ خود کتنا بڑا ملک ہو گا ؂

پھر خدا قدوس ہے۔ یہ نبی بھی لوگوں میں قدوسیّت پیدا کرتا ہے۔ ویزکیھم۔ لوگوں کو یہ رسُول پاک کرتا ہے۔ یعنی صرف اپنی ذات میں ہی پاک نہیں۔ بلکہ دوسروں میں بھی تزکیہ پیدا کرتا ہے۔ پس جس خدا نے اُمیوں میں سے ایسا قدوس انسان پیدا کر دیا وہ خود کیوں قدوس نہ ہو گا ؂

پھر خدا عزیز ہے۔ اس نے اپنے رسول کو بھی عزیز یعنی غالب بنا دیا ہے۔ یہ جو کمزور اور بے کس سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ایک جماعت کھڑی کر لی ہے۔ جسے کتاب سکھاتا ہے۔ پس جس کے بندہ نے ایک جماعت بنا کر اپنے ماتحت کر لی۔ کیا وہ خود دنیا پر غلبہ نہیں رکھتا۔ ضرور رکھتا ہے ؂

چنانچہ فرماتا ہے:۔ ویعلمھم الکتاب۔ کہ یہ انسان نہ صرف خود علوم سے واقف ہے۔ اور اس کے اندر علمی کمالات پیدا ہو گئے ہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی کتاب سکھاتا ہے۔ جس خدا نے ان اُمیوں میں سے ایک اُمی کو کھڑا کر کے علوم سکھا دئیے اور دوسروں پر ایسا غلبہ دیدیا۔ کہ انہیں علوم سکھائے۔ وہ خود کیوں عزیز نہ ہو گا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا غلبہ خدا کے غالب ہونے کا ثبوت ہے۔ چوتھی صفت خدا تعالیٰ کا حکیم ہونا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے فرمایا۔ الحکمۃ یہ رسُول حکمت سکھاتا ہے۔ چنانچہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم دیکھو۔ تو اس کی ہر بات پُر حکمت معلوم ہوتی ہے۔ اور اس تعلیم کے بغیر کبھی بھی دُنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پس جس کا خدا کا رسول ایسی حکمت سکھاتا ہے۔ وہ خود کیوں نہ حکیم ہو گا ؂

وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۝	یہ لوگ اس سے پہلے بہت دُور کی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ؂